اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر ........ 52
شمارہ نمبر ........ 08
شعبان ........ ۱۴۳۸ھ
مئی ........ 2017

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

# اس شمارے کے مضامین


- نقش آغاز: گلبدین حکمت یار اور افغان حکومت معاہدہ ........ مولانا راشد الحق سمیع ۲
- جہاد اور دہشت گردی کے بارہ میں منعقدہ علماء کانفرنس کے اعلامیہ کے بارہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے تحفظات ........ ادارہ ۴
- نائجیریا، جنوبی کوریا کے مغوی شدہ خواتین کی رہائی میں مولانا سمیع الحق کا کردار ..... مولانا محمد اسرار ۶
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ........ مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۹
- برکات رمضان ........ حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۰
- قانون توہین میں ترمیم کیوں اور کیا ........ جناب آصف محمود ۲۷
- علم اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات ........ مولانا نور محمد ثاقب ۳۰
- یورپ بیداری سے پہلے ........ مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ۳۹
- امریکی دانشوروں کی مولانا سمیع الحق سے ناانصافی ........ جناب فصیح الدین (پی ایس پی) ۴۳
- دینی تحریکات میں ربط وتعلق کی ضرورت واہمیت ........ جناب ڈاکٹر قیصر علی ۴۷
- قدیم درانتد ریس کی بلڈنگ کی جگہ پانچ منزلہ درانتد ریس پرکام کا افتتاح ..... مولانا عرفان الحق ۵۴
- دارالعلوم کے شب وروز ........ مولانا حامد الحق حقانی ۶۱
- تعارف وتبصرہ کتب ........ ادارہ ۶۴


نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات وآراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیکس نمبر: +92 923 -630922
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف



621/ شعبان ۱۴۳۸ھ مئی ۲۰۱۷ء

# گلبدین حکمت یار اور افغان حکومت معاہدہ

بیت اللہ شریف کی عظمت اور اس کے معاہدوں کا احترام کفار مکہ اور مشرکین عرب بھی کیا کرتے تھے لیکن حزب اسلامی افغانستان کے سربراہ گلبدین حکمت یار وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ کے اندر اپنے مخالفین افغان رہنماؤں کے ساتھ امن معاہدہ پر نہ صرف دستخط کئے بلکہ ائمہ حرمین شریفین ، عالم عرب کے علماء و مشائخ اور اس وقت کے وزیراعظم نواز شریف سمیت حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحب کی موجودگی میں افغانستان میں ہر قسم کی باہمی جنگی ،افتراق و انتشار اور قتل و غارت سے دور رہنے کا اعلان سب کے ہمراہ کیا تھا،لیکن ابھی اس معاہدے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ اس نام نہاد ''مجاہد'' نے پاکستانی طیارے اور اس وقت کے منتخب صدر صبغت اللہ مجددی کا استقبال کابل میں راکٹ حملوں سے کیا،وہ تو خوش قسمتی تھی کہ راکٹ جہاز کے پچھلے حصے کو لگا ورنہ آج حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحب ،وزیراعظم محمد نواز شریف سمیت دیگر اہم سیاسی و عسکری شخصیات حیات نہ ہوتیں اور افغانستان پاکستان کے حالات کچھ اور ہی منظر پیش کررہے ہوتے۔اب جبکہ کافی عرصہ بیت گیا حکمت یار امریکی استعمار اور افغانی کٹھ پتلی حکومت کے خلاف بظاہر سیاسی مخالفت میں پیش نظر آئے جبکہ حقیقت میں عسکری محاذ میں طالبان کی آمد اور کامیاب مزاحمت کے بعد افغانستان کی عسکری قوت کے حساب سے وہ ختم ہو گئے تھے، خود ان کی جماعت منتشر اور کئی کمانڈرز ان سے منحرف ہو کر افغان گورنمنٹ کا حصہ بن چکے تھے، پھر داعش کے آنے کے بعد تو حکمت یار صاحب صرف چند ذاتی محافظوں کے رہنما بن گئے تھے۔

بہرحال وقت نے پلٹا کھایا اور تین دہائیوں کے بعد ایک بار پھر حکمت یار نے افغان حکومت (اشرف غنی) کے ساتھ امن معاہدہ پر کابل کے شاہی محل میں دستخط کئے ہیں،اور جاتے ہی افغانستان کی آزادی کے لئے طالبان کے جہاد کو غیر شرعی غیر قانونی اور غیر اخلاقی قرار دیتے ہوئے جہاد ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔دیکھتے ہیں کہ اب کی بار یہ کس کے نشیمن پر برق گراتے ہیں؟ دراصل حکمت یار اپنے دیرینہ ادھورے خواب ''افغانستان کی صدارت'' کیلئے عمر کے اس آخری حصے میں اشرف غنی اور امریکہ کے در پر

سر بسجود ہوا ہے، حکمت یار کی سرشت میں صلح جوئی، ایفائے عہد اور اپنے مخالفوں کے ساتھ چلنا اور نبھانا شامل نہیں ہے۔ آگے پیچھے اشرف غنی کی حکومت کے لئے یہ وبال جان بنیں گے جیسا کہ یہ سابق افغان صدر صبغت اللہ مجددی، سابق افغان صدر برہان الدین ربانی، احمد شاہ مسعود اور افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمرؒ اور سابق افغان صدر حامد کرزئی کے خلاف عمر بھر رہے۔ اسی تجربے کی بناء پر حزب اسلامی کی یہ بیل کابل کے شاہی کمراک کے مونڈھے نہیں چڑھ سکتی۔

تجزیہ کاروں کے مطابق افغانستان کی اندرونی تیس سالہ خانہ جنگیوں، لڑائیوں اور دیگر تمام فسادات کی بڑی وجہ گلبدین حکمت یار کی پیچیدہ ضدی اور ناقابل بھروسہ شخصیت اور پالیسیاں رہی ہیں۔ تحریک طالبان افغانستان کا ظہور بھی گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کی باہمی خانہ جنگی کا ردعمل تھا۔ یہ واحد افغان رہنما ہیں، جن سے تمام افغان مجاہدین کی سات تنظیمیں، علماء طلبا، مذہبی حلقے عمر بھر نالاں اور پریشان رہے اور اس کے ساتھ ساتھ کمیونسٹ حلقے مثلاً خلقی پرچمی اور لبرل بھی اسے ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ وہ صرف اور صرف مفاداتی سیاست کے قائل ہیں۔

ماضی میں جہاد افغانستان کے دوران حکمت یار امریکی انٹیلیجنس CIA اور پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کے سب سے زیادہ منظور نظر رہنما تھے، سات جہادی تنظیموں کی عسکری امداد ایک طرف اور دوسری جانب حکمت یار کی تنظیم حزب اسلامی کی امداد سب پر بھاری تھی حالانکہ جنگی محاذ پر یہ رشین کے خلاف کم لڑے ہیں اور اپنوں کے خلاف ہمیشہ یہ زیادہ سرگرم رہے۔

افغانستان کی خانہ جنگی اور بربادی کا سب سے زیادہ الزام حکمت یار پر ہی آتا ہے، پہلی منتخب افغان مجاہدین کی حکومت اور پاکستانی وزیراعظم کے جہاز پر راکٹ حملہ کرنے کی ہمت اور جرات اسی حکمت یار نے کی، کابل کے عوام حکمت یار کو آج بھی معاہدے کے باوجود" کابل کے ....." کا لقب دیتے ہیں، اسی لئے حکمت یار افغانستان کے سب سے متنازعہ ترین شخص ہیں، حکمت یار صاحب حالات کے جبر کے باعث گمنامی کی دلدل میں غرق ہوگیا تھا لیکن اندھی قوتوں نے اسے ظاہر شاہ کی طرح اس بڑھاپے میں کسی بڑے گیم کے لئے لانچ کردیا ہے۔ اس کے ہم وطن مخالفین اس پر پاکستان کے لئے نرم گوشہ رکھنے کا الزام ہمیشہ رکھتے ہیں، گوکہ خود ہندوستان اور نریندر مودی کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں، کابل کی حکومت جو اس وقت مکمل ہندوستان اور امریکہ کی ایک کالونی بن گئی ہے اس میں معلوم نہیں کہ کس طرح حکمت یار صاحب اسلام اور پاکستان کے لئے کلمہ حق کہنے کی یا کام کرنے کی جرأت کریں گے ............

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن　　　بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے "میں ہم آئے"

ادارہ

# جہاد اور دہشت گردی کے بارہ میں منعقدہ علماء کانفرنس کے اعلامیہ کے بارہ میں مولانا سمیع الحق صاحب کے تحفظات

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں منعقدہ علماء کانفرنس کے اعلامیہ اور بعض اہم امور پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اخبارات کو اپنا اصولی موقف پیش کیا، موضوع انتہائی اہم اور حساس نوعیت کا ہے، اسی لئے ماہنامہ 'الحق' کے ادارتی صفحات میں یہ اخباری بیان پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

---

جمعیت علماء اسلام کے امیر دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اسلامی یونیورسٹی میں منعقدہ علماء کانفرنس اور اس کے جاری کردہ اعلامیہ کے بعض مندرجات پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں اسے جہاد کو روکنے اور دبانے کے لئے استعمال کریں گی، نبی اکرمؐ نے جہاد کو قیامت تک جاری ساری رکھنے کی خبر دی ہے اور تلقین کی ہے مگر سعودی عرب ریاض میں امریکہ عرب اسلامی سربراہی کانفرنس اور اس کے فوراً بعد پاکستان میں صدر پاکستان کی صدارت میں علماو مشائخ کے اس اعلامیہ نے قیامت تک جہاد کا کسی موثر شکل میں ظہور پذیر ہونے کا راستہ روک دیا ہے، اس موقع پر کسی فتوی کے اسلام کے حق میں فوائد اور مضرتوں کو ملحوظ رکھنا مناسب ہوتا ہے، مولانا نے اعلامیہ کی بعض شقوں سے اتفاق کرتے ہوئے کہا ہے کہ بے شک اسلام میں انتہاپسندی فرقہ واریت جیسے قبیح امور کی گنجائش نہیں مگر دہشت گردی کے نام پر مغربی اقوام کا دراصل جہاد کو ختم کرنے کی کوششیں کسی پر مخفی نہیں ایسے میں ہم نے ملکی اور بین الاقوامی فورم پر بار بار یہ مطالبہ کیا ہے کہ سب سے پہلے مغربی اقوام سے دہشت گردی کی واضح تعریف اور اس کے حدود وقیود کا تعین کرایا جائے، دہشت گردی کی مذمت کرتے وقت جہاد کی ضرورت و اہمیت کو بھی اجاگر کیا جائے جبکہ اسلام آباد کے اعلامیہ میں کوئی ایسی وضاحت موجود نہیں اس سلسلہ میں ہمارے دلائل اور شواہد سے دشمن کلمة حق ارید بها الباطل والا فائدہ لیتا ہے کہ حق بات سے باطل کے

مذموم مقصد برآوری حاصل ہو، ملک میں دہشت گردی اور خودکش اقدامات کے پس پردہ بیرونی دشمنوں کے آلہ کار ہونے کے ثبوت سامنے آچکے ہیں' ایسے اقدامات کے سدباب اورمحرکات وعوامل کے خاتمہ کے بجائے اسے اسلام کے پورے جہادی نظام کو تباہ کرنا جوں کے لئے پورے کمبل کو جلانے والی بات ہے، مولانا سمیع الحق نے سب سے زیادہ حیرت اورتعجب جہاد کو ریاست کے اجازت سے مشروط کرنے کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس وقت عالم اسلام کی پچاس ساٹھ ریاستوں پر مسلط غیروں کے غلام حکمرانوں میں کس کی جرات ہے جو جہاد کی تائید تو کیا جہاد کا نام بھی لے سکے ہر اسلامی ریاست تو ان مسلم حکمرانوں کے قبضہ میں ہے جو غیروں کے اسلام دشمن جارحانہ سامراجی اور استعماری سازشوں اوراقدمات کے سہولت کار ہیں ہم اسلامی دنیا کے زمینی حقائق کا جائزہ لیں تو پچھلی صدی میں برصغیر پر برطانوی سامراج نے قبضہ کیا تو اسلام کے لئے مرمٹنے والے مجاہدین ملک پر قابض جنرل ڈائر لارڈ کرزن برٹش وائسراؤں یا نبوت کے جعلی دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کی اجازت کا انتظار کرتے، افغانستان پر سرخ سامراجی طاقت روس نے قبضہ کیا تو اسلامی ریاست پر قابض ببرک کارمل حفیظ اللہ امین اورترکئی سے جہاد کی اجازت کا انتظار کرنا پڑتا اور جب امریکہ دنیا کے تمام کفری طاقتوں نیٹو کو ساتھ لیکر افغانستان پر قابض ہوگیا تو بیس لاکھ شہداء کی قربانی دینے والے علماء وطلبا اور جہادی قوتیں حامد کرزئی اورموجودہ صدر اشرف غنی کے فتوئ ء جہاد کے منتظر رہتے، مقبوضہ کشمیر پر سات لاکھ افواج کے بہیمانہ ظلم وستم کے مقابلہ کیلئے کشمیری مسلمان نریندر مودی سے پرمٹ لیتے اور فلسطین پر قبضہ جمانے کی صورت میں موشے دایان اور ناتن یاھو کی اجازت نامہ ء جہاد تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے اور جب پاکستان نے افغانستان کے خلاف اپنی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت دے کر پڑوسی کو ہمارے لاجسٹک سپل انٹیلی جنس اور ہوائی اڈوں کے ذریعہ از سر نو غلام بنانے والے ننگ ملت، ننگ دین ،ننگ وطن پرویز مشرف جیسے غدار سے جہاد کا فتوی حاصل کرتے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ ہمیں پاکستان میں جاری خفیہ دہشت گردی اور خودکش حملوں سے ہرگز اتفاق نہیں اس میں بھی ہمارا واضح موقف یہی ہے کہ اس کا قلع قمع آپریشنوں کے بجائے اصل محرکات اور عوامل پر نظرثانی سے کیا جائے جس کی سفارش پورے پارلیمنٹ نے مشترکہ سفارشات میں بھی کی ہے، ہمیں اس کانفرنس میں شریک اپنے بعض قابل احترام اہم علمی ودینی شخصیات کی علم وفضل سے انکار ہے مگر ایک ادنیٰ طالب علم اور ایک عاجز مسلمان کی حیثیت سے اعلامیہ کے بعض شقوں سے اختلاف رائے کا حق بھی ہے۔

مولانا محمد اسرار مدنی

# نائیجریا (بوکوحرام) اور جنوبی کوریا کی مغوی خواتین کی رہائی میں مولانا سمیع الحق کا موثر کردار

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو مغربی اور قومی میڈیا نے ہمیشہ انتہا پسند اور دہشت گرد کے روپ میں پیش کیا اور ان کے دنیا بھر میں امن کے فروغ کیلئے بہت سے مثبت سیاسی، تعمیری خدمات کو پس پشت ڈالا گیا۔ یقیناً پوری دنیا جانتی ہے کہ مولانا سمیع الحق افغان طالبان کے استاد اور مربی ہونے کیساتھ ساتھ پاکستان کے ایک کٹر مذہبی سیاسی جماعت (جمعیۃ علماء اسلام) کے سربراہ بھی ہیں، تقریباً تیس برس تک ایوان بالا کے ممبر رہے، پاکستان کی آئین سازی اور قانون سازی میں بنیادی کردار ادا کیا مگر آج کی نشست میں ان کے حوالہ سے دواہم واقعات نذر قارئین ہیں جو کہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔

2007ء کی بات ہے کہ افغانستان کے طالبان نے کورین نوجوان سیاحوں کا ایک گروپ افغانستان میں گرفتار کر کے اغوا کیا جس میں اکثریت نوجوان خواتین کی تھی۔ کوریا کا کہنا تھا کہ یہ صحافی تھیں، طالبان نے رہائی کیلئے شرائط رکھیں جن میں بڑا مطالبہ یہ تھا کہ افغانستان میں آنے والے بیرونی افواج میں جنوبی کوریا کے کئی سوفوجی بھی ہیں کوریا انہیں واپس لے جائے اور اسی جنگ سے لاتعلق ہو جائے، مطالبہ میں بڑا وزن تھا فریقین کے درمیان مذاکرات کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے اور طالبان نے ان محصور افراد کے موت کی ڈیڈ لائن مقرر کر دی۔ اس دوران کوریا کے سفارتخانہ نے مولانا سمیع الحق سے رابطہ کیا، سفارتکاروں سے بات چیت چلتی رہی انہیں کوریا کے سابق وزیر خارجہ اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جناب بانکی مون نے بھی مولانا سمیع الحق سے رابطہ کرنے کی ہدایت کی تھی اور کیونکہ مولانا کی شناسائی ان کے ساتھ اس وقت سے تھی جب مولانا سینٹ کے قائمہ کمیٹی برائے خارجہ امور کے دورہ پر جنوبی کوریا گئے تھے، جناب بانکی مون اس وقت جنوبی کوریا کے وزیر خارجہ اور اس وفد کے ایک گونہ ہمارے میزبان تھے۔ ان کے ساتھ پاکستانی وفد کی تفصیلی میٹنگز رہی تھیں اور مولانا سمیع الحق اور سینیٹر مشاہد حسین سید وغیرہ نے

عالمی حالات کے تناظر میں انہیں یو این او کے آئندہ سیکرٹری جنرل ہونے کا عندیہ اور پیشگی مبارکباد بھی دی تھی۔

اس تعلق سے انہوں نے فائدہ لیا ،مولانا مدظلہ نے کورین سفارتکاروں سے کہا کہ یہ طالبان کے اندرونی معاملات ہیں اور وہ اس میں ہماری مداخلت سے خوش نہیں ہوں گے اور تسلی بھی دی کہ افغان طالبان نے نہایت نازک حالات میں بھی خواتین پر ہاتھ نہیں اٹھایا ۔ تاہم مولانا سمیع الحق نے انسانی مسئلہ کے بنیاد پر وائس آف امریکہ پشتو وغیرہ کے ذریعہ ملا عمر اور طالبان کو مخلصانہ مشورہ دیا کہ وہ اغواشدہ افراد کو رہا کر دیں یہی اپیل افغان صدر کرزئی سے بھی کی کہ وہ طالبان کے جائز معقول مطالبہ پر توجہ دیں اور جنوبی کوریا افواج کو افغانستان سے نکلنے کا راستہ نکالیں ،مولانا کی اپیل پر طالبان نے لبیک کہتے ہوئے جنوبی کوریا کے محصور افراد جو موت کے کنارے کھڑے تھے پر امن طور پر رہا کر دئے۔ اس سے جنوبی کوریا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

۲۹ رجولائی ۲۰۰۷ کو کورین سفارتکاروں کا ایک وفد بمع چند کورین علماء کے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے مولانا سمیع الحق صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔اس وفد میں کوریا کی سفیر کم جوسوق Kim Jooseok اور فرسٹ سیکرٹری کم یونگ چن Kim Kyung Chan اور دیگر اہم افراد شامل تھے انہوں نے مولانا کی کوششوں پر اپنی حکومت اور کوریائی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

دوسرا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے ،گزشتہ عرصے بین الاقوامی میڈیا نے اس کو بہت زیادہ کوریج دی تھی ،تقریبا تین سال قبل نائجیریا کے ایک گرلز کالج سے تقریبا تین سو طالبات کو اغوا کرکے مشہور شدت پسند تنظیم ''بوکوحرام'' کے زیر قبضہ دشوار گزار جنگلات میں رکھا گیا، اور ایک مخصوص مہلت کے بعد ان کے قتل یا جبری نکاح کروانے کا فیصلہ کیا گیا ،نائجیریا کے اس وقت کے صدر جوناتھن گڈ لک نے اپنے خصوصی ایلچی حسن شاکر کو پاکستان مولانا سمیع الحق سے ملاقات کرنے بھیجا ،نائجیرین سفارتخانہ اسلام آباد نے مولانا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی مگر مولانا جماعتی پروگراموں کے سلسلہ میں لاہور میں مصروف تھے، نائجیرین ایلچی انتظار کئے بغیر اپنے سفیر مسٹر داؤد و یلودی کے ساتھ راتوں رات لاہور پہنچے اور ۱۹ فروری ۲۰۱۵ء کو مولانا سمیع الحق سے طویل ملاقات کی اور کہا کہ بوکوحرام اپنے پیغامات اور تحریک میں افغانستان کے ملا محمد عمر ،جلال الدین حقانی وغیرہ کا نام استعمال کرتے ہیں، اور انہیں اپنا امیر مانتے ہیں اور وہ آپ کے زیر اثر ہیں تو آپ ان کے ذریعہ اس مشکل کو حل کروائیں،ایلچی نے پاکستان سے اپنی محبت اور دیرینہ تعلق کا واسطہ دیا اور کہا کہ پہلی دفعہ صدر ممنون حسین کا دورہ نائجیریا اس کا

ثبوت ہے۔مولانا نے خاموشی سے اس مہم کا آغاز کیا اور اسے میڈیا وغیرہ پر تشہیر سے سختی سے منع کیا کہ ہم دشمنوں کی وجہ سے ناکام نہ ہونے پائے ،اس کے بعد نائجرین سفیر جناب داؤد صاحب کا چار پانچ مرتبہ اکوڑہ خٹک آکر مولانا سے مشاورت کرتے رہے، بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ مولانا سمیع الحق وہاں کے تمام جہادی گروپوں کے نام ایک ویڈیو پیغام عربی زبان میں ریکارڈ کروائیں، جسے تمام ٹی وی چینلوں اور یوٹیوب وغیرہ سے نشر کرایا جاسکے یہ ویڈیو کلپ سفیر نائجریا اپنے ملک لے گئے اور صدر کی خدمت میں پیش کیا، اس وقت نائجریا میں صدراتی الیکشن زوروں پر تھا، اور انہی مغوی شدہ بچیوں کی وجہ سے صدر جوناتھن گڈ لک کو شکست ہوئی، اور موجودہ صدر جنرل محمد بوہادی کامیاب ہوئے، کامیابی کے بعد انہوں نے انتخابی وعدوں کی بناء پر اس مسئلہ پر خاص توجہ دی، نائجیریا کے نیشنل سیکورٹی کا اجلاس بلایا جس میں نائجرین آرمی چیف وغیرہ موجود تھے، اجلاس میں نئے صدر اور کونسل نے مولانا سمیع الحق کے تعاون کو سراہا اور شکریہ ادا کیا، اور سفیر داؤد کے ذریعہ پیغام پہونچایا اور دوبارہ تعاون کی خواہش کی۔

مولانا نے اپنے ریکارڈ شدہ پیغام میں کہا کہ بوکوحرام کو اپنے حکمرانوں سے جو بھی اختلافات ہوں مگر اپنی جدو جہد میں نبی کریمؐ کی تعلیمات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔خصوصاً معصوم بچیوں اور خواتین کے بارہ میں کہ جہاں اسلام ان پر ہاتھ اٹھانے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا ،نائجرین حکومت کی قید میں شدت پسند تنظیم بوکوحرام کے کچھ اہم لوگ تھے ، نئے صدر کی بھی سابقہ صدر کی طرح یہ پرزور خواہش تھی کہ مولانا سمیع الحق نائجریا آکران لوگوں کو بھی سمجھائیں مگر مولانا نے اعذار کی وجہ سے دعوت قبول نہ کرسکے، مولانا سمیع الحق نے بوکوحرام اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی کامیابی اور معصوم بچیوں کی رہائی پر دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسائل جنگ سے نہیں افہام وتفہیم سے حل کرائے جاسکتے ہیں، اور تمام مسلمانوں کو اپنے ممالک میں یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

یقیناً سینکڑوں بچیوں کی زندگی کو بچانا مولانا سمیع الحق کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس کی وجہ سے دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی میں ان کا کارنامہ ہمیشہ ضوفشاں رہے گا اور مغربی میڈیا سمیت ان تنگ نظر لکھاریوں کے لئے ایک سبق کے طور پر تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہوگا کہ دہشت گردی اور شدت پسندی کی علامت سمجھے جانے والے مولانا سمیع الحق مسلمان کیا غیرمسلموں کے لئے بھی مسیحا بن کر اُبھرے۔

(قسط ۵۶) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی۔

# عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

## ۱۹۸۱ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

---

### الحاج کرم الٰہی ککے زئی کی رحلت

جمعہ ۳۰ را کتوبر: کو دارالعلوم اور شیخ الحدیث مدظلہ کے ایک دیرینہ خادم دوست راست اور معاون جناب ملک الحاج کرم الٰہی صاحب اکوڑہ خٹک میں وفات پاگئے، نماز جنازہ بعد جمعہ حضرت مدظلہ نے پڑھایا، موصوف ان چند گنے چنے خدام دارالعلوم میں سے تھے، جو عمر بھر حضرت والا مدظلہ اور دارالعلوم کے تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، تیسرے دن دارالعلوم میں تمام طلبہ نے ختم کلام پاک کیا، اور دعائے مغفرت فرمائی

### وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور استقبال

۲۹ نومبر ۱۹۸۱ء اتوار کا دن دارالعلوم حقانیہ کیلئے مسرتوں کا دن تھا کہ اس دن مرکز اسلام مدینہ طیبہ کے ممتاز تعلیمی ادارہ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے سربراہ اور برگزیدہ شخصیت شیخ عبداللہ بن عبداللہ الزائد حفظہ اللہ نے دارالعلوم حقانیہ کو اپنے قدوم سے نوازا۔ کئی دن سے شیخ الجامعہ کی آمد کا غلغلہ تھا اور تمام اساتذہ و طلبہ چشم براہ تھے، شیخ الجامعہ کی آمد سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے ایک خصوصی اجتماع میں طلبہ کو

مدینہ طیبہ کے ضیف مکرم کی آمد کا مژدہ سنایا تھا اور یہ کہ علم وعمل ہر لحاظ سے قابل احترام مہمان کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے جائیں۔ معزز مہمان کی آمد کا وقت ایک بجے دوپہر طے تھا۔ مگر زہے نصیب کہ شیخ موصوف پروگرام سے دو ڈھائی گھنٹے قبل دارالعلوم اچانک پہنچ گئے۔ ابھی استقبال کی تیاری جاری تھی اور طلباء اسباق میں مصروف تھے۔ تاہم مہمانوں کی آمد پر طلبہ نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی قیادت میں پُر جوش خیر مقدم کیا۔ کچھ دیر دفتر اہتمام میں آرام فرما کر استراحت کے لئے احقر کے غریب خانہ تشریف لے گئے۔ گھنٹہ ڈیڑھ آرام فرمایا اور دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی معیت میں جامع مسجد دارالعلوم تشریف لائے۔ مسجد مشاقینِ دید سے بھری ہوئی تھی۔ شیخ مکرم کے اقتداء میں نماز ظہر ادا ہوئی۔ نماز ظہر کے بعد معزز مہمان نے جلسہ گاہ ترحیبی میں جانے سے قبل دارالعلوم کا معائنہ کرنا تھا۔ مسجد سے سیدھے دارالعلوم کے ابتدائی شعبہ تعلیم القرآن مڈل سکول جانا ہوا۔ اسی دوران طلبہ دارالعلوم اساتذہ اور علماء دو رویہ قطاروں میں کھڑے ترحیبی نعروں سے مہمان مدینہ کا گرمجوشی سے خیر مقدم کرتے رہے سهلا سهلا مرحبا مرحبا عاش الجامعة الاسلاميه و الجامعة الحقانيه، عاش المملكة العربية السعودية، عاش الاتصالات العلم والدين بيننا و بينكم کے نعروں سے دارالعلوم کے در و دیوار گونج رہے تھے۔

شعبۂ تعلیم القرآن میں تقریباً سات سو زیرِ تعلیم بچوں نے اساتذہ و ہیڈ ماسٹر کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں گارڈ آف آنر پیش کیا، عربی اردو ترانے پڑھے اور عربی سپاسنامہ کے بعد عربی میں طلبہ نے مکالمات سنائے شیخ موصوف معصوم بچوں کے نظم وضبط اور دینی معلومات سے بے حد متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ واپسی میں آپ نے خشوع وخضوع کے ساتھ دعا فرمائی اور شکریہ ادا کیا یہاں سے آپ استقبالیہ قطاروں کے گھیرے میں کتب خانہ دارالعلوم دیکھنے گئے اور کتب خانہ کا کچھ دیر معائنہ کیا یہاں سے دفتر الحق میں فروکش ہوئے، جہاں احقر نے الحق اور مؤتمر المصنفین کی مطبوعات کا تعارف کرایا، الحق کے کچھ مجلدات اور مطبوعات مؤتمر کے مکمل سیٹ شیخ موصوف اور ان کے رفقاء کو پیش کئے گئے۔ نماز ظہر سے قبل آپ نے دارالعلوم کے دارالحفظ والتجوید کی جدید پُرشکوہ عمارت اور زیرِ تعمیر ہاسٹل کا بھی معائنہ کیا اور بار بار واللہ انها جهود عظيمة جیسے کلمات سے خوشنودی ظاہر فرمائی۔

دارالتدریس کی درسگاہوں کو سرسری دیکھنے کے بعد استقبالیہ تقریب میں جلوہ افروز ہوئے دارالحدیث سے باہر دارالعلوم کے صحن میں پنڈال بنایا گیا تھا اور سٹیج پر چند حضرات کی نشست کا انتظام تھا۔ شیخ نے سٹیج پر قدم رکھا تو ایک بار پھر دارالعلوم کے در و دیوار اللہ اکبر اور استقبالیہ نعروں سے گونج اٹھے، دارالعلوم کا صحن طلباء، علماء کے مجمع سے بھرا ہوا تھا، تقریب کا آغاز دارالعلوم کے ایک جید قاری کے تلاوت کلام پاک

سے ہوا اس کے بعد احقر نے دارالعلوم کے اساتذہ طلبہ اور شیخ الحدیث مدظلہٗ کی طرف سے عربی میں مبسوط سپاسنامہ پیش کیا، جس میں جامعہ اسلامیہ اور مملکۃ عربیہ سعودیہ کے اسلام اور علوم اسلام کے لئے لازوال مساعی جمیلہ پر شکریہ ادا کیا تھا۔ اس کے بعد برصغیر میں انگریزی سامراج کی آمد دینی علوم کی نشر و اشاعت کا نظام درہم برہم ہو جانے اور اہل اخلاص علماء کے مدارس طلبہ کا انتظام کرنے کا ذکر تھا۔ نیز یہ کہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے تعلیمی مرکز دارالعلوم دیوبند کا سلسلہ سند و تلمذ کن اساتذہ و رجال سے چلا ہے۔ اس ضمن میں شاہ ولی اللہ اور ان کے تلامذہ و اخلاف سے لیکر حضرت نانوتویؒ اور اس کے بعد مشاہیر علم و فضل کی قومی دینی و علمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

سپاسنامہ میں علم حدیث کی ترویج و اشاعت کے لئے ان حضرات اور ان کے مدارس کے جہود مبارکہ کا بھی ذکر تھا کہ اس سے قبل ہندوستان کی تعلیمی و تدریسی پرواز صرف فقہی کتابوں تک تھی، ان اکابر ہی سے حقیقت میں برصغیر کا گوشہ گوشہ حدیث رسول کی اشاعت اور سنت نبوی ﷺ کے فروغ سے منور ہوا۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس سے لیکر اب تک اس کی ہمہ گیر سرگرمیوں، خدمات، شعبوں کے تعارف تلامذہ اور فضلاء کے فروغ دین کے لئے مساعی کا تفصیلی ذکر تھا اور یہ کہ دارالعلوم حقانیہ کو آپ کے مادی تعاون کی نہیں بلکہ علمی و تعلیمی میدانوں میں اشتراک سندات کے معادلۃ اور اسکی علمی حیثیت کے اعتراف کی توقع ہے۔

سپاسنامہ کے جواب میں شیخ عبداللہ الزائد نے نہایت پُر درد عالمانہ خطاب فرمایا جس میں دارالعلوم کی تائید و تحسین، اہل علم کے باہمی اتحاد دعوت و تبلیغ اور جہاد افغانستان کے لئے استعداد جیسے اہم مسائل پر روشنی پڑتی تھی۔ تقریر کے اختتام میں معزز مہمان دارالعلوم حقانیہ کی علمی خدمات کے اعتراف کے طور پر جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ امداد کا بھی اعلان فرمایا اور عربی اساتذہ کی بھی پیشکش فرمائی۔ شیخ مکرم کے وقیع خطاب کے بعد ان کے رفیق سفر جو (وفاق المدارس کی نمائندگی بھی فرمار ہے تھے) جناب ڈاکٹر استاد عبدالرزاق اسکندر جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن نے تقریر کی اردو میں ترجمانی کی۔ اختتام میں احقر نے شیخ موصوف کا گرانقدر امداد پر شکریہ ادا کیا، تقریب کے بعد دارالعلوم کے طلبہ کے لئے ایک ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھوانے کا پروگرام تھا۔ دارالحدیث کے دائیں جانب بالائی حصہ پر ایک دارالاقامہ شاہ اسماعیل شہید کے نام پر منسوب مکمل ہو چکا ہے۔ بائیں جانب سید احمد شہید قدس سرہٗ کے نام پر دارالاقامۃ کی تعمیر زیر تجویز ہے۔ کچھ عرصہ قبل عالم اسلام کی ممتاز شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ نے اس عمارت کی پہلی اینٹ اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی مگر تعمیر کا کام تاحال شروع نہیں ہو سکا۔ آج کے معزز مہمان شیخ الزائد نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسی اینٹ کے ساتھ دوسری اینٹ رکھی اور اس طرح عرب و

عجم کے اس قران السعدین کی شکل میں یہ مبارک بنیاد رکھی گئی۔ شیخ الزائد نے جس امداد کا اعلان فرمایا وہ بھی اسی عمارت کی مد میں خرچ کی جائے گی۔ تقریب تاسیس کے بعد معزز مہمان جامع مسجد دارالعلوم گئے اور نماز عصر کی امامت فرمائی۔

عصر کے بعد معزز مہمان کو طلبہ نے بادیدۂ پُرنم الوداع کہا اور آپ پشاور تشریف لے گئے۔ شیخ محترم کیساتھ اس دورہ میں انکے معزز رفقاء القاری المقرئی عبدالقوی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ محترم ومکرم مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آباد محترم ومکرم جناب میاں فضل حق صاحب امیر جماعت اہل حدیث پاکستان اور ہمارے محترم فاضل دوست مولانا عبدالرزاق سکندر کراچی بھی شریک تھے۔ الحمدللہ کہ وسائل کی کمی ہر طرح بے ربطی وسادگی کے باوجود معزز مہمان نے خوشگوار اثرات لئے۔ جس کا بعد میں اطلاعات سے پتہ چلا کہ وہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے محترم شیخ الحدیث سے سب سے بڑھکر اس دورہ میں متاثر ہوئے۔ حضرت مدظلہٗ سے تو ان کی وابستگی اور مناسبت کا یہ حال ہوا کہ یہاں دوران قیام وہ بار بار حضرت کو والدی الکریم کہہ کر پکارتے رہے اور بار بار پیشانی کو چومنے کی سعی کرتے رہے۔ ہماری دعا ہے کہ برگزیدہ مہمان کا یہ دورہ دو علمی و دینی اداروں کے مابین گہرے علمی اور ثقافتی روابط کا ذریعہ بنے اور مرکز اسلام سے دارالعلوم حقانیہ کو قوی سے قوی نسبتوں کا حامل ثابت ہو۔ وما ذلك على الله بعزيز والله يقول الحق و هو يهدى السبيل

## گردش ایام کے زد میں

نومبر ۱۹۸۱ء: برصغیر کا علمی اور تعلیمی قبلہ ''دارالعلوم دیوبند'' ان دنوں گردش ایام کی زد میں ہے، جشن صد سالہ اس کا نقطۂ معراج تھا، تو اس کے بعد کے حالات آغاز زوال کی نشاندھی کرنے لگے، ولافعلها الله اپنوں اور غیروں کے ہاتھوں آج دارالعلوم انتشار وافتراق کی آخری حدود کو چھونے لگا ہے، اور یہ خبریں اس علمی مرکز کے تمام وابستگان کیلئے خصوصاً اور اہل درد مسلمانوں کے لئے عموماً سوہان روح بنی ہوئی ہیں، جب خداترسی واخلاص کی جگہ تعصب وتحزب لے لے، للّٰہیت کی جگہ نفسانفسی کا دور دورہ ہو تو ایسے عالم میں اصلاح کی سعی کرے تو کون؟ جبکہ اکابر کا بھی قحط ہو اور مخلصین کی مساعی بارآور نہ ہونے کا بھی یقین پس آج ہم سب کا ملاذ وملجا اس معاملہ میں خدائے رحیم وکریم ہی رہ گئے، ہیں باقی سب سہارے اور امیدیں اس ادارہ کو بچانے کی ٹوٹ گئی ہیں۔

بارالہا! عالم اسلام کے اس قلب وروح کو زندہ رکھنے والے اس مرکز علم یقین کی تو ہی حفاظت فرما، تو ہی اس کا حامی وناصر ہے، تو نے دنیا کے سب سے بڑے استبدادی سامراج کے سارے مکروکید کے باوجود اسے بچائے رکھا، یہ پھلتا پھولتا رہا، اور عالم اسلام کی شریانوں میں اپنا خون دوڑتا رہا، تو آج بھی تو ہی

اس کی بقاء وحفاظت فرماسکتا ہے،اسے محفوظ ومصٔون رکھ اوراس کے تمام وابستگان کومتحد ومتفق فرمادے۔واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

## حضرت علامہ خالدمحمود کی تشریف آوری

۲۵ /دسمبر ۱۹۸۱ء: کوممتاز محقق عالم حضرت علامہ خالد محمود صاحب جوانگلینڈ میں مقیم ہیں تشریف لائے،حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی ،اور بعد میں احقر سے بیرون ممالک میں مسلک حق کی حفاظت کے موضوع پر تفصیلی تبادلۂ خیالات کیا۔

## افغان مجاہد رہنما کی آمد اور حضرت غورغشتوی کی نظر میں مولانا عبدالحق کی عظمت ومرتبت کا اظہار

☆ افغان مجاہدین کے اہم زعماء،قائدین اورزعماء تشریف لاتے رہتے ہیں،اس سلسلہ میں افغانستان کے ولایت لوگر کے موضع چرخ (یعقوب چرخی وغیرہ اس کومنسوب ہیں) سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا محمد دین صاحب تشریف لائے،جومقامی جہاد کے امیر عمومی جید عالم،محدث اورحضرت مولانا نصیرالدین غورغشتی مرحوم کے خلفاء میں سے ہیں،انہوں نے جہادافغانستان کے سلسلہ میں نصرت خداوندی کے عجیب واقعات سنائے،دارالعلوم اورحضرت بانی دارالعلوم کے بارہ میں انہوں نے اپنے شیخ واستاد حضرت محدث غورغشتوی کی ایک روایت نقل کی ۔

فرمایا مجھے تمام عمر مولانا عبدالحق مدظلہ سے ملنے کی حسرت تھی ،اس لئے کہ ہمارے شیخ الحدیث نصیرالدین فرماتے تھے،کہ اب جب مولانا عبدالحق صاحب وطن (دیوبند سے ) آگئے ہیں۔اب اگر میں تدریس نہ بھی کرسکوں،تو میرا ذمہ فارغ ہوگا اس لئے کہ وہ میرے عوض ہیں اور یہ ایسا ہے،کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے ظہور فرمایا،اوروہ فتویٰ دینے لگے تو لقمان حکیم نے فرمایا،کہ اب ان کا فتویٰ کفایت کرتا ہے، اس کے راوی مولانا محمد دین صاحب نے فرمایا،کہ یعنی مولانا ان پر ایسے گراں تھے کہ مثالیں دے دے کر ہمیں ان کے بارہ میں سمجھایا کرتے ۔

## شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تشریف آوری اور مسجد حقانیہ میں امامت وتاثرات

شام اورعالم عرب کے ممتاز ترین جید اور محقق علامہ اورمجاہد رہنما شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جواس وقت ریاض سعودی عرب میں شام سے جلاوطنی کی زندگی گذار رہے ہیں اورریاض یونیورسٹی میں علم وتحقیق کے گوہر لٹار ہے ہیں۔

۳۰ دسمبر ۱۹۸۱ء: ۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کودارالعلوم تشریف لائے اور یہ آپ کی حقانیہ میں دوسری بارآمد تھی،حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے فرزند مولانا محمد بنوری ان کے ہمراہ تھے،حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ دفتر میں دیر تک قیام فرمایا،پھر دارالعلوم کے مختلف شعبوں بالخصوص کتب خانہ کا

معائنہ کیا، مسجد ودارالعلوم میں نماز ظہر کی امامت فرمائی اور طلبہ واساتذہ کو زیارت نصیب ہوئی۔

اس کے بعد میرے مکان پر چند گھنٹے آرام فرمایا، کتاب الآراء میں دارالعلوم اور حضرت بانی دارالعلوم کے بارہ میں فصیح وبلیغ، جامع وعمیق تاثرات کو قلمبند کیا جس میں چند جملے یہ ہیں۔

فھی دارٌ اسست علی التقویٰ والدین ونشرالکتاب والسنة بین المسلمین بالعلم والعمل والجھد والاجتھاد فخرج طلابھاشیوخاً فی العلم وقادة فی الجھاد فآتاھم الله الفضل بطرفیه جلول انظار مولانا الشیخ علیھم وتوجیھه الیھم

دارالعلوم ایسی جگہ ہے جس کی بنیاد تقویٰ، مسلمانوں میں کتاب وسنت کی اشاعت کیلئے رکھی گئی ہے، وہ بھی علم وعمل محنت وجدوجہد وجہاد کے ذریعہ، اس وجہ سے اس کے طلبہ علم کے شیوخ اور جہاد کے قائد بن کر نکلتے ہیں انہیں ہر لحاظ سے ہمارے شیخ (مولانا عبدالحق مدظلہ) کی توجیہات عالیہ اور نظر کرم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے نوازا۔

الحمدلله الذی اکرمنی بزیارة دارالعلوم الحقانیه والاکتحال برؤیتھا ورؤیة شیوخھاالافاضل وتاجھم البھیج صاحب العطر الاریج مولانا العلامة الجلیل والدراکة النبیل والامام الجبل الشیخ عبدالحق امدالله العظیم وظله ونفع به العباد والبلاد واناربه الحق لطالبیه وامتع به محبیه ومریبه ، وان لقاء مثل شیخنا الاجل المفضال بلسم الروح والقلب وغذاء للعزم والھمة واستنارة بروح اھل الروح وائمة العلم والرسوخ فلقاء غذاءٌ من غذاء وشفاءٌ من الداء العمیاء فالحمدلله انی سعدت بلثم یدیه والجلوس لدیه۔

الحمدللہ کہ اللہ نے مجھے دارالعلوم حقانیہ کے رؤیت سے نوازا، کہ اس کے دیکھنے کا سرمہ نگاہوں میں ڈال سکوں اس کے مشائخ بالخصوص ان مشائخ کے سرتاج وانوارروحانی کی مہک سے سرشار مولانا علامہ جلیل اور دانائے بصیر امام معظم شیخ عبدالحق کی زیارت سے نوازا، اللہ ان کے سایہ سے اپنے بندوں اور ملک کو نفع مند کرتا رہے، طالبین حق کے لئے حق ان کے ذریعہ روشن ہوتا رہے، ان کے معتقدین اور مریدین کو ان سے فیض یاب کرتا رہے، ان کی زیارت روح کی تقویت عزم وہمت کی غذا اور روحانیوں کی روحانیت میں اضافہ کا ذریعہ ہے، ان کی زیارت غذائے روح اور شفائے امراض باطنی ہے، الحمدللہ کہ میں ان کے ہاتھ چومنے اور صحبت میں بیٹھنے سے مشرف ہوا۔

## پروفیسر محمود الحق حقانی کی شادی کی تقریب

۲۶ نومبر: آج حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے فرزند برادرم جناب محمود الحق حقانی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور کی

تقریب شادی منعقد ہوئی اور دعوت ولیمہ میں سینکڑوں احباب واقارب نے شرکت کی جن میں ہر طبقہ خیال کے زعماء، علماء اور عمائدین بھی شامل تھے۔

۴؍دسمبر ۱۹۸۱ء: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ہاتھوں مدرسہ ربانیہ شیدو تحصیل نوشہرہ کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہ مدرسہ ایک مخیر جناب حاجی عبدالرب خان صاحب شیدو کی مساعی کا مرہون منت ہے۔

## مولانا عثمان تاروجبہ اور ربانیہ شیدو کے مدارس کا افتتاح

۶؍دسمبر کو احقر نے مولانا محمد عثمان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام نوشہرہ کی دعوت پر موضع تاروجبہ میں ان کے قائم کردہ دینی مدرسہ کا افتتاح فرمایا۔

## 1982

## مولانا سمیع الحق کی طرف سے مجلس شوریٰ کے پہلے ہی اجلاس میں اسلامی نظام کے نفاذ کی قرارداد:

۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء: مجلس شوریٰ کا حالیہ اہم اور پہلا اجلاس اس حقیقت کی توثیق کرتا ہے کہ پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد اور اس کے وجود میں آنے کی وجۂ جواز یہ تھی کہ ایسی اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آئے جہاں مسلمان اسلام کے احکام کے مطابق اپنے ہر شعبہ زندگی کو استوار کریں، جس کے بغیر یہ ملک اور معاشرہ حقیقی فلاح و بہبود اور امن و استحکام سے ہم کنار نہیں ہوسکتا۔ ایوان اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پچھلے تیس برس پاکستان کے اس بنیادی مقصد کی طرف نہ یہ کہ کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی، جس کا اثر عملی زندگی میں ظاہر ہو۔ بلکہ زندگی کے بہت سے شعبوں میں ملک اس بنیادی مقصد سے دور ہٹتا چلا گیا۔ ایوان موجودہ حکومت کے اس اقرار و اعتراف اور بار بار یقین دہانی کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہے کہ اس کی ترجیحات کی فہرست میں نظام اسلام کا قیام سب سے اولین اہمیت کا حامل ہے۔ موجودہ حکومت نے جس وضاحت اور تکرار کے ساتھ اس سمت میں اپنے عزم محکم کا اعلان کیا ہے اور اس کی طرف کچھ عملی اقدام بھی کیے ہیں، ایوان ان کو قابل قدر سمجھتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایوان اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس اہم مقصد کی طرف عملی پیش قدمی کی رفتار مزید تیز کردی جائے۔ اور جو عملی اقدامات کیے گئے، ان کے مؤثر اور کامیاب ہونے کے لیے جو فضا پیدا کرنی ضروری ہے، اس کی طرف کما حقہ توجہ دی جائے۔ ایوان یہ محسوس کرتا ہے کہ اس صورت حال کا ازالہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں جو اقدامات کیے گئے ہیں، وہ متفرق نوعیت کے بجائے مربوط اور منظم ہوں۔ لہٰذا ایوان، حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ قانون، عدالتی نظام، تعلیم، معیشت، ذرائع ابلاغ، اصلاح معاشرہ، انتظامیہ کے سلسلہ میں اسلامی اصطلاحات کو اس طرح تیز اور منظم اور مؤثر بنائے کہ تمام شعبوں میں اصلاحات ایک دوسرے کے مددگار ہوسکیں۔ مجلس شوریٰ اپنے

ایمان و یقین پر مبنی اس جذبے کا اظہار کرتی ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لیے اپنی بہترین صلاحیت بروئے کار لائے گی اور زیر بحث لانے والے تمام داخلی اور خارجی امور و مسائل میں انہی جذبات اور اصولوں کو ملحوظ رکھے گی، جن کا اظہار صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اسلامی نظام وقوانین کے سلسلہ میں پہلے دن سے کرتے چلے آئے ہیں۔ مجلس شوریٰ اس سلسلہ میں اپنے بہترین مشوروں، تجاویز اور مکمل تعاون سے دریغ نہیں کرے گی اور اس کام کو ارکان مجلس سب سے اہم، اولین اور مقدس فریضہ سمجھیں گے۔

مجلس شوریٰ ارباب اقتدار کے ساتھ ساتھ علماء، مفکرین، دانش وروں اور عوام کے مختلف طبقات سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنا مؤثر اور بھرپور کردار ادا کریں اور قوانین کو اسلامی نظام کے مطابق ڈھالنے اور معاشرہ میں اسلامی رجحانات کو بیدار کرنے کے لیے مکمل تعاون کریں"۔

یہ ایوان اس قرارداد کو فعال اور عملی بنانے کے سلسلے میں صدر مجلس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ فوری طور پر اس ایوان کے ممبران میں سے علمائے دین اور ماہرین قانون پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دیں، جو اسلامی نظریاتی کونسل اور پاکستان لاء کمیشن کی سفارشات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی تجاویز اس ایوان کے سامنے جلد از جلد پیش کرے تاکہ یہ ایوان صدر پاکستان کو اپنی ٹھوس تجاویز اور مشورے اس قرارداد کے سلسلے میں پیش کرے۔

## قرارد پر مولانا سمیع الحق محرک قرارداد کی تقریر

جناب چیرمین! میں چاہتا تو یہ تھا کہ یہ قرارداد جو میں نے پیش کی ہے اتنی سادہ، متوازن، واضح اور غیر مبہم ہے کہ آپ مجھے ایک منٹ کی تقریر کا بھی موقع نہ دیتے تو میں ضرورت محسوس نہ کرتا۔ اور میری خواہش تھی کہ اس مسئلے پر یہ ترامیم در ترامیم کا سلسلہ، یہ قانونی موشگافیاں اور یہ چیزیں سامنے آنے کی بجائے اصل قرارداد کی سپرٹ اور اس کی روح کو دیکھا جائے۔ اس وقت پوری قوم کی نگاہیں اس ایوان پر لگی ہوئی ہیں۔ مخلص دردمند مسلمان ہماری اسمبلی کے قواعد وضوابط کو نہیں دیکھتے، نہ قانونی موشگافیوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ اس معاملے میں پوری مجلس شوریٰ کے ایمان، یقین، جوش و خروش اور جذبات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور میں انہی جذبات کو قوم کے سامنے لانا چاہتا تھا کہ مجلس شوریٰ کا ہر رکن ایسی قراردادوں کے معاملے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں پیش پیش ہے۔ اس دن (تحریک التواء پیش کرتے ہوئے) بھی میری یہ خواہش تھی کہ تحریک التواء قانونی موشگافیوں کا شکار نہ ہو اور مختصر الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کر دیتا اور اس کے اچھے اثرات پڑتے۔ کاش اسے مسترد نہ کیا جاتا؛ کیوں کہ پورے ملک میں اس کے برے اثرات پڑ سکتے ہیں۔ کچھ غلط فہمیوں کی وجہ سے اور کچھ معاندین کی شرارتوں کی وجہ سے، اس مسئلے کو اچھال رہے ہیں۔ آج اگر اس قرارداد کا بھی پوسٹ مارٹم اور آپریشن در آپریشن کا سلسلہ چل پڑا اور اس کو کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا تو اس سے

پوری دنیا اس مجلس شوریٰ کی سمت کا اندازہ لگائے گی۔ اب تک اتنی ترامیم آچکی ہیں کہ میں نے اپنی قرارداد کو دیکھا ہے تو اس میں صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم باقی رہ جاتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ بسم اللہ اور الحمد کے متعلق کوئی ترمیم نہیں آئی۔ اس قرارداد میں کوئی سیاسی مقاصد، مخالفت برائے مخالفت اور ایسے مسائل نہیں تھے۔ اس میں صرف ایوان کی طرف سے اس اہمیت کا اظہار کرانا مقصود تھا۔ اور اس وقت تک جو اصلاحات کی گئی ہیں ان کا بھی ذکر ہے اور جو پیش رفت اس سلسلہ میں ہوئی ہے اسے بھی خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ صدر پاکستان جو جذبات رکھتے ہیں، جو اسلامی اقدامات کرنا چاہتے ہیں مجلس شوریٰ کے اراکین ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔

جناب والا! میں نے یہ عرض کرنا ہے کہ اس حکومت نے عملاً اسلام کی طرف پیش رفت کا سلسلہ ضرور کیا۔ اسلام کا نام جس مد و شد سے لیا گیا اور اس کی وجہ سے ۱۹۷۷ء میں عوام نے جس جوش و خروش اور جس گرم جوشی سے اس حکومت کا خیر مقدم کیا، اس کی تاریخ میں مثال نہیں مل سکتی۔ جب کہ فوجی حکومتوں کو عسکری حکومتوں کو عموماً پسند نہیں کیا جاتا۔ اس استقبال اور خیر مقدم کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ قوم سمجھ گئی تھی کہ قیام پاکستان کے اصل مقصد کی طرف اب توجہ دی گئی ہے۔ پھر یہ شوق اور ذوق انتظار میں تبدیل ہوا۔ اور پھر انتظار رفتہ رفتہ بے چینی اور مایوسی کی شکل اختیار کر گیا۔ ایک طرف یہ اسلامی نظام کا نعرہ اگر بہت قابل تحسین اور اسلام کا عین تقاضا تھا تو دوسری طرف اس طرح ہم نے اسلام کو ایک نازک ترین اور بہت نازک پوزیشن پر کھڑا کر دیا ہے۔ اسلام کے بارے میں صدیوں سے ایک تصور ہے کہ ان شاء اللہ وہ جلد آئے گا اور جب بھی آئے گا تو سارے آلام و مصائب ختم ہو جائیں گے۔ عدل و انصاف کی فراوانی ہوگی اور خوشحالی کا دور دور ہوگا۔ اب جب عوام دیکھیں گے کہ چار سال سے جب کہ ہم تو کہیں گے کہ اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہے اور وہ عملاً دیکھیں گے کہ بھوکے اب بھی موجود ہیں، بیمار اب بھی علاج کے لیے تڑپ رہے ہیں، ظالم کے اب بھی ہاتھ نہیں کاٹے جاتے اور وہ برکات و ثمرات عوام کے سامنے نہیں آئیں گے جو وہ دیکھنا چاہتے تھے تو اس کے نتیجے میں جو ایک رومانٹک تصور ہے اور ایک حسین خواب اسلام کے بارہ میں ہے جب وہ شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا تو اسلام ہی سے لوگ برگشتہ ہو جائیں گے۔ اسلام سے وابستگی ختم ہوگی۔ آئندہ کوئی اسلام کا نام نہ لے سکے گا اور نئی نسل اس سرخ سیلاب اور طوفان کی لپیٹ میں آجائے گی جو ہماری سرحدات پر پہنچ چکی ہے۔

جناب والا! جب ہم اسلامی انقلاب کا نام لیتے ہیں تو اس کے لیے انقلابی اقدامات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی انقلاب، انقلابی اقدامات کے بغیر نہیں آیا۔ پرانی عمارتوں کو گرا کر نئی عمارتیں بنانی پڑتی ہیں۔ اس کے لیے توڑ پھوڑ بھی ہوتی ہے۔ ہم تدریج کا لفظ سنتے سنتے تھک گئے ہیں۔ ۳۴ سال سے ہم

تدریج کا لفظ سن رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام تدریجاً آیا ہے، لیکن تدریج کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔ ارشاد ہے یسارعون فی الخیرات نیک کاموں میں اور بھلائی کے کاموں میں سرعت اور سبقت کرو۔ تو تدریج اور تیسیر یہ سب چیزیں حکمت عملی کا تقاضا ضرور ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو اقدامات کیے گئے ہیں اور وہ جو ادھورے ہیں، ان کو مؤثر قرار دینے کی تدابیر سامنے لائی جائیں۔ مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ فضا سازگار نہیں بنائی جاتی۔ اسلامی انقلاب کے لیے فضا کی تیاری بہت ضروری ہے۔ جو چیزیں اس کی راہ میں رکاوٹ ہیں، ان کو ختم کرایا جائے۔ اسلامی انقلاب کے لیے قوانین، پولیس اور فوج کے ساتھ ساتھ اندرونی انقلاب کی بھی ضرورت ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ایسے معاشرے میں یہ انقلاب انہی قوانین کے ذریعے برپا کیا۔ وہ لوگ تہذیب وتمدن سے بھی دور تھے۔ جرائم میں مبتلا تھے، لیکن فضا ایسی سازگار کرادی گئی اور قلوب میں خوف خدا، تقویٰ، دیانت اور ان چیزوں کو اتنا رچایا بسایا گیا کہ جب اندر سے خدا کے خوف اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوئی تو ایک اعلان کے ساتھ ہی شرابیوں نے شراب ہاتھ سے پھینک دیا۔ ایک اعلان سے مدینہ منورہ کی گلیاں، نالیاں شراب سے بھر گئیں۔ برتن توڑ دیے گئے۔ پھر زنا کی ممانعت کا حکم آیا اور آپ تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ ایک مرد آتا ہے اور خود اعتراف کرتا ہے اور ایک عورت آتی ہے اور خود اعتراف کرتی ہے کہ مجھ سے بشری کمزوری کی وجہ سے یہ جرم سرزد ہوا۔ وہاں پولیس اور فوج ان کو مجبور نہیں کررہی تھی۔ حجاب اور پردہ کی آیت نازل ہوتی ہے تو آیت سنتے ہی جو خاتون راستے میں جارہی تھی، جہاں تھی، وہاں بیٹھ گئی اور دیوار کے ساتھ چمٹ کر بیٹھ گئی کہ اب اس آیت کے بعد مجھے دو قدم آگے چلنے کا بھی بغیر حجاب کے حق نہیں ہے۔ اب اوروں سے اس انقلاب کا موازنہ کیا جائے تو ہمارے سامنے انقلاب امریکہ کا ہے، جس نے غالباً ۱۹۳۶ میں تحریم خمر کا قانون نافذ کردیا۔ مگر نتیجہ کیا نکلا؟ پورے امریکہ میں شراب کی اتنی بہتات ہوگئی کہ سینکڑوں کے بجائے ہزاروں بھٹیاں اور کارخانے خفیہ قائم ہوگئے، یہاں تک کہ سائیکل پر جاتے ہوئے لوگ ٹائر اور ٹیوب میں شراب بھر کر لے جاتے تھے اور کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ آخر امریکہ مجبور ہوگیا کہ اس قانون سے تو پورے ملک میں قانون شکنی کی فضا پیدا ہوگئی، اور یہ قانون واپس لے لیا گیا۔ تو جب تک اندر سے اصلاح نہ ہوگی، اثرات ظاہر نہ ہوں گے۔ مشہور مؤرخ اور سکالر ٹوائن بی نے اعتراف کیا کہ تحریم خمر اسلام کا شاندار کارنامہ ہے۔

الغرض جب تک ہم اندرونی انقلاب کے لیے فضا نہیں بنائیں گے، ذرائع ابلاغ کو مؤثر نہیں بنائیں گے، تعلیم کو مؤثر نہیں بنائیں گے اور تمام وہ ذرائع جو تعلیم اور تبلیغ کے ہیں، ان کو ان خطوط پر نہیں چلائیں گے تو اس کے بغیر کچھ سرسری اقدامات سے معاشرے میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی آپ محسوس نہیں

کرسکیں گے۔ ۳۴ سال سے ہم پر جو نظام تعلیم مسلط ہے اور وہی ہماری بنیادی خرابیوں کا سرچشمہ ہے۔

میں اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اب جو مخصوص نکات میرے ذہن میں ہیں، میں ایوان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) ملک کا نظام تعلیم انقلابی انداز میں تبدیل کیا جائے۔

(۲) خواتین کے لیے علیحدہ یونی ورسٹیاں، مخلوط تعلیم کا خاتمہ، مخلص دینی درد رکھنے والے افراد پر مشتمل

(۳) ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پرجوش انقلابی فضا تیار کی جائے اور نگران کمیٹی فالواپ کمیٹی ہو۔

(۴) عدالتوں کا پیچیدہ طریق کار ختم کرکے انصاف کا حصول آسان بنایا جائے۔

(۵) سرکاری حکام اور عوام سادہ طرز معیشت و معاشرت اختیار کریں۔ سرکاری خزانہ سے نمود و نمائش اور تعیش کے اخراجات ختم کرائے جائیں۔

(۶) رشوت ستانی کا کلی انسداد اور ایسے قوانین کا نفاذ کہ اس کی سزا عبرت بن سکے۔

(۷) نماز کو لازمی اور نظام الاوقات کا لازمی جز بنایا جائے، اور ترک صلوٰۃ قابل تعزیر جرم ہو۔

(۸) سرکاری ملازمین کی کارکردگی اور تقرری کی رپورٹوں میں سیرت و کردار اور اسلام سے وابستگی کو خاص طور سے ملحوظ رکھا جائے۔ اور ایسے افراد کا تعین ہو جو اخلاقاً بلند معیار رکھتے ہوں۔

(۹) حدود آرڈی نینس کے تحت قائم مقدمات کی سماعت کے لیے شرعی عدالتیں ہوں، جن میں علمائے دین بھی شامل ہوں۔

(۱۰) فوجی عدالتیں بھی حدود آرڈی ننس کے تحت آنے والے مقدمات کی سزا اسی آرڈی ننس کے تحت دیں، تاکہ ان قوانین کی حد تک سول اور فوجی عدالتوں کی تفریق ختم کی جاسکے، گووہ پروسیجر اور طریق کار اپنا ہی اختیار کریں۔ اس طرح تفریق کی وجہ سے ہونے والی رشوت ستانی بھی ختم ہوجائیگی۔

(۱۱) اسلامی نظریاتی کونسل کی جملہ سفارشات کو رائے عامہ کیلئے شائع کیا جائے اور ان پر موثر عمل درآمد کیا جائے۔

(۱۲) ملک سے سودی نظام معیشت کا مکمل خاتمہ اور اسلامی تعلیمات پر مبنی غیر سودی نظام بنکاری نافذ ہو۔

(۱۴) موجودہ غیر اسلامی قوانین کو بدل کر اسلامی قوانین نافذ کرنے کی رفتار کو تیز کیا جائے۔

(۱۵) نفاذ شریعت کیلئے دینی درد سے سرشار مخلص افراد پر مشتمل ایک نگران کمیٹی جو اقدامات اور انکے نفاذ کی رفتار کا جائزہ لے سکے اور عملی تنفیذ کا جائزہ لیتی رہے اور راہ کی رکاوٹوں کو دور کرے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

# برکات رمضان

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امابعد ! فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ آپ سے پہلے (امتوں) پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقوی دار بنو۔''

عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف قال الله تعالیٰ الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه من اجلی للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطيب عندالله من ريح المسك والصيام جنة واذاكان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فانه سابه احد او قاتله فليقل انی امرؤ صائم (رواه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے (یعنی اس امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات اور اخلاص وخشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ ہوگا۔ یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا عطا فرمایا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس خاص قانون رحمت کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لئے تحفہ

ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر وثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دونگا) روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں، ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک ومولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرف باریابی کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے (یعنی انسانوں کیلئے مشک کی خوشبو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کیلئے اور آخرت میں آتش دوزخ سے حفاظت کیلئے ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہئے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ کہے اور شور وشغب نہ کرے اور اگر کوئی اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

## فضلیت رمضان

میرے محترم دوستو! رمضان مبارک کا مہینہ ایک بار پھر خداوند قدوس کے فضل وکرم سے سروں پر آگیا، ہر سال رمضان کے جمعوں میں آپ لوگوں کو رمضان کے فضائل وبرکات کا ذکر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشیں کہ پورے آداب ومستحبات کا خیال رکھ کر صحیح طریقہ کے ساتھ رمضان شریف کو گزار سکیں، کتنے اللہ تعالیٰ کی بندے اور بندیاں تھیں کہ گزشتہ رمضان میں زندہ تھے آج انکا نام ونشان تک نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب رمضان کو دو مہینے باقی رہ جاتے اور رجب المرجب کا چاند نظر آتا تو دعاؤں کا اہتمام فرماتے اور یہ دعا ارشاد فرماتے اللهم بارك لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان کہ یااللہ! ہم کو ماہ رجب اور ماہ شعبان میں برکت عطا فرما اور ماہ مبارک رمضان تک پہنچا، تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی اس ماہ مبارک تک پہنچا دیا ہے للہ الحَمد والشُکر رمضان المبارک کے فضائل وبرکات تو بہت ہی زیادہ ہیں جس میں ہر نیکی کا ثواب دگنا اور چوگنا بلکہ لامتناہی حد تک پہنچ جاتا ہے اور روزہ دار کی ہر ہر ادا رب کو پسند آجاتی ہے۔جس طرح ایک طویل حدیث مبارک میں ارشاد ہے

> عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطيت امتی خمس خصال فی رمضان لم تعطهن امة قبلهم خلوف فم الصائم اطيب عندالله من ريح المسك وتستغفرلهم الحيتان حتى يفطروا ويزين الله

عزوجل کل یوم جنته،الخ او کما قال علیه الصلوٰه والسلام( رواه احمد والبزاز والبیهیقی )

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت کو پانچ خصلتیں ایسی دی گئی ہیں کہ اس سے پہلے امتوں کو نہیں دی گئی تھی ان میں سب سے پہلی شئے روزہ دار کی منہ کی بو ہے ( جو بھوک لگنے کی وجہ سے معدہ سے نکلتی ہے ) اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے اور جب تک روزہ افطار نہ کریں اس وقت تک روزہ داروں کیلئے دریاؤں کی مچھلیاں دعا اور استغفار کرتیں ہیں۔

اس حدیث میں روزے دار کی پانچ ایسی خوبیاں بیان کی گئی ہیں جو گزشتہ زمانوں کے لوگوں کے نصیب میں نہیں تھیں ، گویا یہ صرف امت مرحومہ کی خصوصیت ہے کاش ہم اس نعمت کی قدر کرتے۔

## روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ خوشبودار

روزے دار کے منہ کی بد بو اور تبخیر جو بھوک لگنے کی وجہ سے آرہی ہے عنداللہ مشک وغیرہ کی خوشبو سے بھی زیادہ معزز ہے۔موطاء امام مالک کی شرح میں اس بارے میں آٹھ اقوال ذکر کیے گئے ہیں کہ الطیب عند الله من ریح المسك کا کیا مطلب ہے؟ سوشارحین حدیث لکھتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو اس بد بو کا ثواب ایسی خوشبو سے دینگے جو عند اللہ مشک کی خوشبو سے زیادہ معطر اور اور مزیدار ہوگی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم روز محشر میں جب قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گی تو ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان کے منہ سے ایک خاص قسم کی خوشبو آرہی ہوگی جو مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہوگی،ایک تیسرا قول یہ ہے کہ دنیا میں بھی یہ بد بو مشک کی خوشبو سے اللہ تعالیٰ کے پاس زیادہ اطیب اور مزیدار ہے کیونکہ اسکا تعلق خاطر قلب سے ہے اور عاشق صادق کو معشوق کی بد بو بھی خوشبو ہی لگتی ہے۔

## قرب الٰہی کا ذریعہ

معزز سامعین! رمضان شریف میں بندہ خالق کے قریب ہوتا ہے اور اسکا محبوب بن جاتا ہے،اس لئے تو روزہ دار پر انوارات اور انعامات کی بارش ہوتی ہے۔کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی به روزہ میرے لیے ہیں اور میں ہی اسکا بدلہ دوں گا،بعض شارحین کہتے ہیں کہ یہ لفظ اُجزیٰ به ہے مجہول کا صیغہ ہے یعنی روزے کے بدلے روزے دار کو میں اپنی جان دیتا ہوں یہ غایت قرب و محبت ہے محبّ اور

محبوب کے درمیان۔

اوپر والی حدیث میں منہ کی بد بو کا جو ذکر ہوا ہے تو بعض اماموں کے نزدیک روزہ دار کیلئے مسواک کو جائز نہیں رکھا ہے لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے مسواک کرنے کی وجہ سے صرف منہ اور دانتوں کی بد بو ختم ہو جاتی ہے جبکہ روزے دار کے منہ کی بد بو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے مسواک کرنے سے وہ ختم نہیں ہو جاتی۔

## مچھلیوں کا دعا واستغفار

دوسری خصوصیت: مچھلیوں کا استغفار ہے اس سے مقصود بکثرت دعائیں ہیں ایک روایت میں فرشتوں کی دعا کا ذکر ہے کہ سمندروں میں مچھلیاں روزہ داروں کیلئے دعائیں کرتیں ہیں۔

## تزئین جنت

تیسری خصوصیت جو اوپر والی حدیث میں ذکر ہے تزئین جنت ہے جس طرح لوگ اپنے گھروں کو رنگ وروغن دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جنت کو روزے دار کیلئے سنوارتا ہے اور سال کے شروع سے ہی جنت کو مزین کیا جاتا ہے کیونکہ معزز مہمان کیلئے پہلے سے ہی تیاری کی جاتی ہے۔

## شیاطین کو قید کرنا

چوتھی خصوصیت وتصفد فیه مردة الشیاطین سرکش شیاطین کو قید کرنا ہے یہ اس ماہ مبارک کی خصوصیت ہے کہ سرکش شیاطین کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے تاکہ روزے داروں کے روزے خراب نہ کریں تجربے سے ثابت ہے کہ گیارہ مہینے لوگ گناہوں میں مبتلاء ہوتے ہیں لیکن یہ مبارک ماہ شروع ہوتے ہی بڑے بڑے بے نمازی بھی مسجدوں میں بیٹھ کر ذکر وتلاوت، تراویح کا اہتمام اور اعتکاف میں پابندی کیساتھ بیٹھتے ہیں یہ اس بات کی علامت ہے کہ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے لیکن پھر بھی رمضان کے مہینے میں بعض کم بخت لوگ گناہ اور ناجائز کام کرتے ہیں اس کی وجہ گیارہ مہینے مکمل شیطان کے اتباع کا اثر ہے، یا خواہشات نفس کی پیروی، اس لئے بعض لوگ اس اثر کا شکار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے مبارک مہینے میں گناہوں سے بچائے اور زیادہ سے زیادہ نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائیں

## نیکیوں کا سیزن

میرے محترم دوستو! رمضان شریف نیکیوں کا بہترین سیزن کا مہینہ ہے جس طرح ہم اور آپ

پیسے کماتے ہیں اور کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ہمارا کاروبار ترقی کرے اور ہر چیز سیزن کے مطابق لاکر بیچتے ہیں اسی طرح یہ نیکیوں اور مغفرت، بخشش کا سیزن ہے، خوب نیکیوں کا اکاونٹ بھریں، نمازوں کا باجماعت اہتمام کا خیال رکھیں، قرآن کریم کی تلاوت کا اناء الیل وانا ء النہار پابندی کریں، ذکر اذکار وظائف اور دعاؤں کا خوب اہتمام کریں۔ کوئی نیکی ایسی نہ رہے جسکا کل قیامت کے دن افسوس کرنا پڑے کیونکہ نیکی کرنے پر فرض کا ثواب مل جاتا ہے تو کون کم نصیب یہ قیمتی ساعتیں یوں فضول ضائع کرے گا۔

## قیام اللیل

ایک ملازم چندٹکوں کی خاطر ساری رات جاگتا ہے، حالانکہ دنیا سے زیادہ حقیر چیز عنداللہ کوئی نہیں لیکن وہ نقد کا سودا ہے اسلئے مرمٹنے کیلئے سب تیار ہیں، حدیث شریف میں ہیں کہ اللہ جل جلالہ رات کے آخری حصہ میں اپنی شان کے مطابق آسمان پر نزول فرماتا ہے اور فرشتوں سے اعلان کراتے ہیں:

هل من تائب فاتوب عليه ، هل من مستغفر فاغفرله، هل من سائل فاعطى له لسئوله

اے میرے بندوں کوئی ہے تم میں سے توبہ کرنے والا کہ میں اسکا توبہ قبول کرلوں۔ اور اسکے تمام گناہوں سے درگزر کرلوں، دوسری بار آواز دیتے ہیں، کوئی ہے استغفار کرنے والا! مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اسکی مغفرت کرلوں، تیسری بار اعلان ہوتا ہے کہ کوئی ہے سوال کرنے والا سائل جو مجھ سے مانگے اور میں اسکا مدعا پورا کرلوں۔

یہ دربار شاہی ہر رات سحری کے وقت لگایا جاتا ہے اور صبح صادق تک ہر بندے نیک وبد کیلئے کھلا رہتا ہے لیکن مانگنے والے بہت کم ہیں۔

## عشرہ آخیرہ

محترم سامعین! جس طرح رمضان المبارک کو دوسرے مہینوں کے مقابلے میں فضیلت حاصل ہے اسی طرح اس کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں سے بہتر ہے اور لیلۃ القدر اکثر و بیشتر اسی عشرہ میں ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت وغیرہ کا اہتمام اس میں زیادہ کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحرروا ليلة القدر

فی الوترمن العشر الاواخر من رمضان (رواه البخاری)
حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شب قدر کوتلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔

حدیث مبارک مطلب یہ ہے کہ شب قدر زیادہ تر عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے، یعنی اکیسویں، تیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں،شب قدر کی اگر اس طرح تعیین کردی جاتی کہ وہ خاص فلاں رات ہےتو بہت سے لوگ بس اسی رات میں عبادت وغیرہ کا خاص اہتمام کرتے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح مبہم رکھا کہ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا اور دوسری جگہ فرمایا گیا کہ قرآن کا نزول ماہ رمضان میں ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید نشاندہی کے طور پر فرمایا کہ: رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے اس کا زیادہ امکان ہے۔لہذا ان راتوں کا خاص اہتمام کیا جائے۔

## شب قدر

اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارک میں ستائیسویں شب کو شبقدر کہا گیا چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ

عن زربن حبیش قال سالت ابی بن کعب فقلت ان اخاك ابن مسعود یقول من یقم الحول یصب لیلة القدرفقال رحمه الله اراد ان لا یتکل الناس اما انه قد علم انها فی رمضان وانها فی العشرالاواخر وانها لیلة سبع وعشرین ثم حلف لا یستثنی انها لیلة سبع وعشرین فقلت بای شیء تقول ذالك یا ابا المنذر قال بالعلامةاو قال بالایة التی اخبرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم انها تطلع یومئذ لا شعاع لها (رواه مسلم)

زربن حبیش جو اکابر تابعین میں سے ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے دینی بھائی عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (یعنی ہر رات عبادت کیا کرے گا) اس کو شب قدر نصیب ہوہی جائے گی (یعنی لیلۃ القدر سال کی کوئی نہ کوئی رات ہے) پس جو کوئی اس کی برکات کا طالب ہوا، اسے چاہئے کہ سال کی ہر رات کو عبادت سے معمور کرے اس طرح وہ یقینی طور پر شب قدر کی برکات پا سکے گا،

زربن حبیش نے حضرت ابن مسعودؓ کی بات نقل کر کے حضرت ابی بن کعبؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بھائی ابن مسعود پر اللہ کی رحمت ہو، ان کا مقصد اس بات سے یہ تھا کہ لوگ کسی ایک ہی رات کی عبادت پر قناعت نہ کرلیں ورنہ ان کو یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ شب قدر رمضان ہی کے مہینہ میں ہوتی ہے اور اس کے بھی خاص آخری عشرہ میں ہوتی ہے یعنی اکیسویں سے انتیسویں تک اور وہ معین ستائیسویں شب ہے۔ پھر انہوں نے پوری قطعیت کیساتھ قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے۔ اور اپنے یقین و اطمنان کے اظہار کیلئے قسم کے ساتھ انہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا (زربن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے ابوالمنذر! (یہ حضرت ابی کی کنیت ہے) یہ آپ کس بناء پر فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ بات اس نشانی کی بناء پر کہتا ہوں جس کی رسول اللہ نے ہم کو خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

حضرت ابی بن کعبؓ کے جواب سے معلوم ہوا کہ انہوں نے جو قطعیت کیساتھ یہ بات کہی کہ شب قدر معین طور پر ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے، یہ بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک جو نشانی بتائی تھی۔ انہوں نے چونکہ وہ نشانی عموماً شب کی صبح کو ہی دیکھی تھی اس لیے یقین کیساتھ انہوں نے رائے قائم کر لی تھی۔ رسول اللہ نے کبھی تو یہ فرمایا کہ اس کو آخری عشرہ مین تلاش کرو اور کبھی فرمایا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، کبھی عشرہ اخیرہ کی پانچ طاق راتوں میں میں سے چار یا تین راتوں کیلئے فرمایا، کسی خاص رات کی تعین آپ نے نہیں فرمائی۔ ہاں بہت سے اصحاب ادراک کا تجربہ یہی ہے کہ وہ زیادہ ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے۔ اس عدم تعین کی بڑی حکمت یہی ہے کہ طالب بندے مختلف راتوں میں عبادت وذکر و دعا کا اہتمام کریں، ایسا کرنے والوں کی کامیابی یقینی ہے۔

بہرحال وقت پورا ہو چکا ہے اور رمضان المبارک کے فضائل و برکات چونکہ بہت ہی زیادہ ہیں جن کا ادراک ان چند گھڑیوں میں ناممکن ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بابرکت مہینے کی تمام برکات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے اور بار بار ہماری زندگیوں میں یہ لمحات مقدسہ نصیب فرمائے آمین

جناب آصف محمود ٭

# قانونِ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ترمیم، کیوں اور کیا؟

قانونِ توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ترمیم کا معاملہ کاش اتنا ہی سادہ ہوتا جتنا بتایا جا رہا ہے۔ امرِ واقع مگر یہ ہے کہ بات اتنی سادہ نہیں ہے۔ غالب کے الفاظ مستعار لوں تو پیامِ تعزیت پیدا ہے، اندازِ عیادت سے۔ مشعال کے قتل کی قریب قریب ہر مکتبِ فکر نے مذمت کی، اہل مذہب نے بھی۔ ابتدائی تحقیقات بتا رہی ہیں کہ یہ معاملہ بنیادی طور پر مذہبی تھا نہ اہلِ مذہب اس میں ملوث تھے۔ قانونِ توہینِ رسالت تو اس معاملے میں کہیں بروئے کار ہی نہیں آیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سماج میں تربیت کے فرسودہ نظام سے لے کر قانون کی حکمرانی کے بوسیدہ ڈھانچے پر توجہ دی جاتی لیکن مشقِ ستم قانونِ توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا لیا گیا ہے اور اس قانون کے خلاف ایک شور مچا ہے۔ یہ ویسا ہی شور ہے جیسا آغا حشر کے بارے میں لاہور کے ایک مشاعرے میں ہوا تو اقبال نے گرہ لگائی: شور ایسا ہے قصابوں کی ہو جیسے بارات۔

ان حضرات کا مطالبہ یہ ہے کہ قانونِ توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی زد میں بے گناہ لوگ آتے ہیں، اس لیے اس میں ترمیم کی جائے اور اگر مقدمہ جھوٹا ہو تو مقدمہ قائم کرنے والے کو بھی سخت سزا دی جائے۔ یہاں دو چیزیں قابلِ غور ہیں۔ ایک ہے مقدمہ کروانا یعنی ایف آئی آر درج کرانا، دوسری چیز ہے اس مقدمے میں گواہی دینا۔

جہاں تک توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمے میں جھوٹی گواہی دینے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں قانون نہ صرف موجود ہے بلکہ خاصا سخت قانون ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 194 کے تحت اگر کوئی فرد کسی ایسے مقدمے میں جھوٹی گواہی دیتا ہے جس مقدمے میں سزا موت ہو تو اس جھوٹی گواہی

٭ معروف صحافی و تجزیہ نگار 92 ٹی وی چینل

دینے والے کے لیے دوطرح کی سزا ہے۔ اگر اس جھوٹی گواہی کے نتیجے میں ملزم کوسزا نہیں ہوتی تو اس صورت میں گواہی دینے والے فرد کو یا عمر قید ہوگی یا دس سال قید بامشقت ہوگی اور دونوں صورتوں میں ساتھ جرمانہ بھی عائد کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس جھوٹی گواہی کے نتیجے میں بے گناہ کوسزا بھی ہو جاتی ہے تو جھوٹی گواہی دینے والے کیلئے دیگر سزاں کے ساتھ سزائے موت بھی دی جا سکے گی، چونکہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمے میں بھی سزا موت ہی ہے، اس لیے اس دفعہ کا اطلاق توہین رسالتؐ کے مقدمے میں دی گئی جھوٹی گواہی پر بھی ہوگا۔ اس دفعہ کی موجودگی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمے میں جھوٹی گواہی دے کر کسی بے گناہ کوسزا دلوانے کی کوشش کرنے والے کے خلاف قانون موجود نہیں ہے۔

تاہم یہاں معاملہ محض جھوٹی گواہی کا نہیں، ایف آئی آر کا بھی ہے۔ جھوٹی گواہی پر تو سزا موجود ہے لیکن اگر کوئی جھوٹی ایف آئی آر درج کروا دے یعنی جھوٹا الزام لگا دے تو وہاں کیا ہوگا؟ ہمارے ملک میں جھوٹی ایف آئی آر کی سزا نسبتاً معمولی ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 182 کے تحت یہ سزا چھ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں یعنی قید اور جرمانہ ہیں، تاہم یہ واحد دفعہ نہیں ہے۔ دفعہ 211 کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر ایسے جرم کے ارتکاب کا جھوٹا الزام لگائے جس جرم میں اسے سزائے موت یا سات سال سے زیادہ قید ہو سکتی ہو تو الزام لگانے والے شخص کو بھی سات سال تک قید ہو سکتی ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ اس معاملے میں ایف آئی آر کھڑے کھڑے درج بھی نہیں ہوتی، اور تفتیش بھی ایس پی سے کم درجے کا افسر نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ الزام معمولی بات نہیں۔ اس لیے خود علما کرام اس بات کے قائل ہیں کہ توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والے کو بھی سخت سزا دی جانی چاہیے۔

لیکن مسئلہ یہاں ہے کہ مذہبی طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک دفعہ 295C میں ترمیم کی گنجائش نکل آئی تو غیر ملکی دباؤ کے زیر اثر اس قانون کی روح متاثر ہو سکتی ہے، یہ خوف بلاوجہ بھی نہیں۔ اس بات کے آثار موجود ہیں کہ ترمیم کی آڑ میں اس قانون کی روح کو بدل دینا مقصود ہے۔

سوال یہ ہے کہ اب یہ معاملہ کیسے حل ہو؟ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ اگر حکومت کی نیت قانون کی روح بدلنا نہیں، صرف جھوٹے الزام کی سزا مقرر کرنا ہے، تو اس کا قابل عمل راستہ موجود ہے۔ اس کام کے لیے تو آپ کو 295C میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 182 اور 211 میں ترمیم کرنا ہوگی جن کا تعلق جھوٹی ایف آئی آر اور جھوٹے الزام سے ہے۔ یہاں بھی احتیاط اور نیک نیتی

لازم ہے۔ جھوٹی ایف آئی آر کی سزا کا تناسب کیا ہونا چاہیے، یہ معاملہ ہیجان کی فضا میں طے نہ کیا جائے۔ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے۔

یہ خدشہ بہر حال موجود ہے کہ حکومت اس وقت توہین رسالتؐ کے قانون کو تو ختم نہیں کر سکتی، اس لیے جھوٹی ایف آئی آر میں سزائے موت رکھ کر حکومت متبادل راستہ اختیار کرے گی، اور اس کے بعد ملزم تو ایک پالیسی کے تحت بے گناہ قرار دے دیا جائے گا جبکہ شکایت کنندہ کو لٹکا دیا جائیگا تا کہ آئندہ کوئی اس جرم کی شکایت لے کر ہی سامنے نہ آئے اور عملاً یہ قانون معطل ہو کر رہ جائے۔

یہ تاثر اگر مضبوط ہو گیا تو سماج پر اس کے اثرات تباہ کن ہوں گے۔ ردعمل کی فضا میں لوگ سوچ سکتے ہیں کہ قانون کی مدد لینے کے لیے ایف آئی آر درج کرانے کی سزا بھی موت ہی ہونی ہے تو قانون کو ہاتھ میں ہی کیوں نہ لے لیا جائے۔ سواد اعظم اس راہ پر چل نکلے تو سماج کا انجام کیا ہوگا؟ اور یاد رہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور ناموس کا مسئلہ تمام مسلمانوں کا ہے۔ یہ بہت نازک مقام ہے۔ سماج کو کسی نئے الاؤ میں مت جھونکیے! رحم کیجیے!

☆☆☆


موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی نئی کاوش

**دارالعلوم حقانیہ**
**اور**
**ردِقادیانیت**

تحریک ختم نبوت 1953 سے 1974 اور 1986 تک مرحلہ وار تاریخ، اقتدار کے ایوانوں، قومی اسمبلی، سینٹ اور وفاقی مجلس شوریٰ میں دفاع ختم نبوت، ردقادیانیت کا فیصلہ کن معرکہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و دیگر اساتذہ ومشائخ دارالعلوم حقانیہ کی سیاسی و آئینی جدوجہد، قومی اسمبلی وفاقی مجلس شوریٰ اور سینٹ میں طویل پارلیمانی جنگ، ملت اسلامیہ کا موقف، مولانا سمیع الحق کے سوالنامے کے جواب میں اقلیتی فیصلہ پر عالم اسلام کے جید علماء کرام کے تاثرات اور مستقبل کا لائحہ عمل، ماہنامہ 'الحق' اور قادیانیت کا تعاقب، منبر حقانیہ سے دفاع ختم نبوت اور ردقادیانیت سمیت درجنوں آئینی اور قانونی مباحث، پر مشتمل اپنی طرز کی منفرد کاوش...... ایک عہد کی تاریخ...... پہلی بار منظر عام پر

ضخامت: ۶۰۰ صفحات قیمت: ۳۰۰

مرتبین: مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی، مولانا محمد اسرار مدنی

(قسط ۱۷) حضرت مولانا نور محمد ثاقب٭

# اُصولِ حدیث

## علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات

الحَمْدُ لِلّٰهِ الّذی قَبِلَ بِصحیح النیّة حسن العمل ، و حَمَلَ الضّعیف المُنقطعَ علی مَرَاسِیل لُطفهٖ فَاتَّصَل ، و الصّلاة و السّلام علی محمّدٍ اَرْسَلَهٗ و الدِّینُ غریبٌ فَاَصْبَحَ عزیزًا مشهورًا وَ اكْتَمَل ، و اَوْضَحَ بهٖ مُعْضلات الاُمُور و اَزَالَ بهٖ مُنکرات الدُّهُور الاُوَل ، و علی آلهٖ و أصحابهٖ و تابعیهم بِاِحسانٍ ما عَلَا اِسْنادٌ و نَزَل۔

اَمّا بعد ! بندہ نے پچھلی قسطوں میں علم اُصولِ حدیث ،علوم الحدیث ،علم مصطلح الحدیث اورعلم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی سات سو پچاس (۷۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا

اَب اِس علم میں اُن کی دیگر کتابیں (مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر ) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۷۵۱. " عوالی الامام أبی حنیفة " لِلامام الأعظم ، المجتهد الأقدم ، الحافظ الثقة ، فقیه الأمّة ، امام الأئمة أبی حنیفة النّعمان بن ثابت بن زوطی التّمیمیّ الکوفیّ التّابعی ، صاحب المذهب ، المولود سنة ۸۰ ھ ، و قیل سنة ۷۰ ھ و هو أعدل الأقوال ، و قیل سنة ٦١ ھ ، المتوفّٰی سنة ۱۵۰ھ .

(اِس کتاب کی جمع وترتیب شمس الدین ابوالحجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ الدمشقی (متوفی ۶۴۸ھ) نے کی ہے،اور یہ کتاب "الظاھریہ" دمشق ،شام میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے )

۷۵۲. " الأربعون المختارة من حدیث الامام أبی حنیفة " لِلامام الأعظم ، المجتهد الأقدم ، الحافظ الثقّة ، فقیه الأمّة ، امام الأئمّة أبی حنیفة النّعمان بن ثابت بن زوطی التّمیمیّ الکوفیّ التّابعی ، صاحب المذهب ، المولود سنة ۸۰ ھ ، و قیل سنة ۷۰ ھ و هو أعدل الأقوال ، و قیل سنة ٦١ ھ ، المتوفّٰی سنة ۱۵۰ھ .

---

٭ سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس ) سپریم کورٹ آف افغانستان وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

(اس کتاب کی تخریج وترتیب جمال الدین یوسف بن حسن بن احمد بن عبدالهادی الصالحی (متوفی ۹۰۹ھ) نے کی ہے، اور یہ کتاب بھی "الظاهریه" دمشق، شام میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)

٧٥٣. " شيوخ الطّحاوى " لِلامام العلّامة الحافظ الكبير محدّث الدّيار المصريّة و فقيهها أبى جعفر أحمد بن محمّد بن سلامة بن سلمة الأزدىّ الحَجْرِىّ المصرىّ الطّحاوىّ الحنفى ، المولود سنة ٢٣٨هـ ، المتوفّى سنة ٣٢١هـ۔

(امام محی الدین عبدالقادر القرشی المصری الحنفی نے بھی اپنی کتاب "الجواهر المضية فى طبقات الحنفية" میں اس پر تصریح کی ہے اور فرمایا ہے: و جَمَعَ بعضُهم مشائخهُ فى " جُزْءٍ ")

٧٥٤. " مَنْ روٰى عن الطّحاوى " عن الامام العلّامة الحافظ الكبير محدّث الدّيار المصريّة و فقيهها أبى جعفر أحمد بن محمّد بن سلامة بن سلمة الأزدىّ الحَجْرِىّ المصرىّ الطّحاوىّ الحنفى ، المولود سنة ٢٣٨هـ ، المتوفّى سنة ٣٢١هـ۔

(اس پر بھی امام محی الدین عبدالقادر القرشی الحنفی نے " الجواهر المضية " میں تصریح کی ہے اور فرمایا ہے: و جَمَعَ بعضُهم مَنْ روٰى عنه فى " جُزْءٍ ")

٧٥٥. " مُعْجَمُ شيوخ النَّخْشَبى " لِلشّيخ الامام الحافظ الرّحّال المفيد أبى محمّد عبد العزيز بن محمّد بن محمّد بن عاصم النّسفىّ النّخشبىّ الحنفى ، المتوفّى سنة ٤٥٧ هـ ۔

٧٥٦. " النّاسخ و المنسوخ فى الأحاديث " تاليف الشّيخ المحدّث المفسّر الأديب أبى العبّاس بدر الدّين أحمد بن محمّد بن أحمد المظفّر ابن المختار الرّازىّ الحنفى ، المتوفّى بعد سنة ٦٣٠هـ ۔

٧٥٧. " الايضاح عن الأحاديث الصِّحَاح " تاليف الشّيخ الامام المحدّث المؤرّخ أبى طالب تاج الدّين علىّ بن أنجب بن عثمان بن عبد اللّٰه بن السّاعىّ البغدادىّ الحنفى ، خازن كتب المستنصريّة ، المولود ببغداد يوم الأربعاء ، الرّابع عشر من شعبان سنة ٥٩٣ هـ ، المتوفّى بها ، ليلة الأحد ، العشرين من رمضان سنة ٦٧٤هـ۔

٧٥٨. " الأحاديث العوالى الصِّحَاح المصافحات " تاليف الشّيخ الامام الحافظ المحدّث الزّاهد جمال الدّين أبى العبّاس أحمد بن محمّد بن عبد اللّٰه الحَلَبىّ الحنفى ، المعروف بابن الظّاهرى ، كان أبوه مولى لِلمَلِك الظّاهر غازى بن يوسف ، المولود بِحَلَب فى شوّال سنة ٦٢٦هـ ، المتوفّى بظاهر القاهرة فى السّادس و العشرين من ربيع الأوّل سنة ٦٩٦هـ ۔

٧٥٩. " الأربعون الموافقات العوالى من أربعين شيخًا من شيوخ الأئمّة السّتّة عن أربعين من

الصّحابة " تاليف الشّيخ الامام الحافظ المحدّث الزّاهد جمال الدّين أبى العبّاس أحمد بن محمّد بن عبد اللّٰه الحَلَبىّ الحنفى ، المعروف بِابن الظّاهرى ، كان أبوه مولٰى لِلملِكِ الظّاهر غازى بن يوسف ، المولود بِحَلَب فى شوّال سنة ٦٢٦ھ ، المتوفّٰى بِظاهر القاهرة فى السّادس و العشرين من ربيع الأوّل سنة ٦٩٦ھ ۔

٧٦٠۔ " الأحاديث العوالى " تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه الأصولىّ الأمير الكبير علاء الدّين أبى الحسن علىّ بن بَلَبَان بن عبد اللّٰه الفارسىّ المصرىّ الحنفى ، المولود سنة ٦٧٥ھ ، المتوفّٰى بِمنزلِه علٰى شاطئ نيل مصر فى السّابع من شوّال سنة ٧٣٩ھ ۔

٧٦١۔ " مختصر تهذيب الكمال " تاليف الشّيخ المحدّث البارع أبى الفتح شهاب الدّين أحمد بن عثمان بن محمّد بن ابراهيم بن عبد اللّٰه الكرمانىّ الأصل ، القاهرى ، الحنفى ، و يُعْرَف بِكِلُوْتاتى ، المولود فى أواخر ذى الحجّة سنة ٧٦٢ھ ، المتوفّٰى بِالقاهرة يوم الاثنين ، الرّابع عشر من جمادى الأولٰى سنة ٨٣٥ھ ۔

٧٦٢۔ " ثَبَتُ المَرْوِيّات و أسماء الشّيوخ " لِلشّيخ المحدّث البارع أبى الفتح شهاب الدّين أحمد بن عثمان بن محمّد بن ابراهيم بن عبد اللّٰه الكرمانىّ الأصل ، القاهرى ، الحنفى ، و يعرف بِكِلُوْتاتى ، المولود فى أواخر ذى الحجّة سنة ٧٦٢ھ ، المتوفّٰى بِالقاهرة يوم الاثنين ، الرّابع عشر من جمادى الأولٰى سنة ٨٣٥ھ ۔

٧٦٣۔ " سماعات و اجازات مختلفة " ( لِبعض كُتُب السُّنّة ) لِلشّيخ المحدّث البارع أبى الفتح شهاب الدّين أحمد بن عثمان بن محمّد بن ابراهيم بن عبد اللّٰه الكرمانىّ الأصل ، القاهرى ، الحنفى ، و يعرف بِكِلُوْتاتى ، المولود فى أواخر ذى الحجّة سنة ٧٦٢ھ ، المتوفّٰى بِالقاهرة يوم الاثنين ، الرّابع عشر من جمادى الأولٰى سنة ٨٣٥ھ ۔

٧٦٤۔ " رياض الأزهار فى جلاء الأبصار " ( فى أصول الحديث ) تاليف الشّيخ المحدّث المفسّر الفقيه شهاب الدّين أحمد بن محمود الرّومىّ السِّيواسى ثمّ الأياثلوغى ، الحنفى ، المتوفّٰى سنة ٨٦٠ھ ۔

( یہ کتاب " دار الکتب " آیاصوفیا ، استنبول میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے )

٧٦٥۔ " أربعون حديثًا عن أربعين شيخًا " لِلامام العلّامة كمال الدّين محمّد بن عبد الواحد بن عبد الحميد بن مسعود بن همام الدّين بن حميد الدّين بن سعد الدّين السِّيواسىّ الأصل ،

الاسكندریّ القاهری ، الحنفی ، الشّهیر بِابن الهُمَام ، المولود بِاسكندريّة سنة ٧٩٠ هـ ، المتوفّٰی يوم الجمعة ، السّابع من رمضان سنة ٨٦١ هـ۔

٧٦٦۔ " أربعون حديثًا عن أربعين شيخًا " لِلشّيخ المحدّث القاضی محبّ الدّين محمّد بن عثمان بن سُلَيمان بن رسول بن أمير يوسف بن خليل بن نوح الكَرادیّ الأصل ، القرمیّ القاهری ، الحنفی ، و يُعْرَف بابن الاَشْقَر ، المولود بِالقاهرة سنة ٧٨٠ هـ ، المتوفّٰی يوم الثّلثاء ، الثّانی عشر من رجب سنة ٨٦٣ هـ ۔

٧٦٧۔ " المجمع المفنَّن بِالمُعجَم المُعَنْوَن " ( تراجم علٰی حروف المعجم ، فی مجلّدين ) تاليف الشّيخ المؤرّخ زين الدّين عبد الباسط بن خليل بن شاهين المَلَطی ثمّ القاهری ، الحنفی ، الشّهير بِابن الوزير ، المولود بِمَلَطيّة فی رجب سنة ٨٤٤ هـ ، المتوفّٰی فی ربيع الآخر سنة ٩٢٠ هـ ۔

( یہ کتاب " المكتبة العصريه " صَيدا۔ بیروت۔ لبنان سے ۱۴۳۲ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے )

٧٦٨۔ " الرَّوض البَاسِم فی حَوَادِثِ العُمُر و التَّراجم " ( فی أربع مجلّدات ) تاليف الشّيخ المؤرّخ زين الدّين عبد الباسط بن خليل بن شاهين المَلَطی ثمّ القاهری ، الحنفی ، الشّهير بِابن الوزير ، المولود بِمَلَطيّة فی رجب سنة ٨٤٤ هـ ، المتوفّٰی فی ربيع الآخر سنة ٩٢٠ هـ ۔

( یہ کتاب " المكتبة العصريه " صَيدا۔ بیروت۔ لبنان سے پہلی بار ۱۴۳۵ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے )

٧٦٩۔ " نوادر الأخبار فی مناقب الأخيار " ( مُعْجَم التّراجم ) تاليف الشّيخ العلّامة أبی الخير عصام الدّين أحمد بن مصطفٰی بن الخليل الرّومیّ الحنفی ، المعروف بِطاش كبرٰی زاده ، المولود فی الرّابع عشر من ربيع الأوّل سنة ٩٠١ هـ ، المتوفّٰی فی سلخ رجب سنة ٩٦٨ هـ ۔

٧٧٠۔ " الإعْلام بِأعْلام بَلَد اللّٰه الحرام " تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوی قطب الدّين محمّد بن علاء الدّين أحمد بن شمس الدّين محمّد بن جمال الدّين قاضی خان محمود النَّهْرَوالی ، الهندی ثمّ المكّی ، الحنفی ، مفتیّ الحرمين ، المعروف بِالقُطْب النَّهْرَوالی ، المولود بِمدينة لاهور سنة ٩١٧هـ ، المتوفّٰی بِمكّة سنة ٩٨٨هـ و قيل سنة ٩٩٠هـ

٧٧١۔ " فتح الكريم المُنْجی بِشرح رسالة الدّلجی " ( فی مصطلح الحديث ) تاليف الشّيخ الفاضل المحدّث الفقيه يوسف بن يعقوب الحنفی ، المعروف بِالخطيب المدنی ، المولود بِالمدينة المنوّرة سنة ١٠٥٢ هـ ، المتوفّٰی بِها سنة ١١١٨هـ ۔

٧٧٢۔ " مَشْيَخَةُ طٰهٰ زاده " لِلشّيخ الفاضل المحدّث ياسين بن مصطفٰی ، الشّهير بِطٰهٰ زاده

الحَلَبیّ الحنفی ، المتوفّٰی بِحَلَب سنة ١١٣٧ هـ ـ
(یہ کتاب " المكتبة الأحمديّة " حلب، شام میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے )
٧٧٣ـ " كفاية الرّاوى و السّامع " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه أبى المحاسن جمال الدّين يوسف بن حُسَين بن درويش الحُسَينیّ الحنفى نقيب الأشراف و مفتیّ الحنفيّة بِحَلَب ، المولود بِدمشق سنة ١٠٧٣ هـ ، المتوفّٰی بِحَلَب سنة ١١٥٣ هـ ـ
(یہ کتاب " مكتبة الشيخ كامل الهبرى " حلب، شام، اور " المؤسسة العامة للآثار " بغداد، اور " خزانة الرباط " تینوں میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے )
٧٧٤ـ " ثَبْتُ المَرْوِيّات و أسماء الشّيوخ " لِلشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه أبى المحاسن جمال الدّين يوسف بن حُسَين بن درويش الحُسَينیّ الحنفى نقيب الأشراف و مفتیّ الحنفيّة بِحَلَب ، المولود بِدمشق سنة ١٠٧٣ هـ ، المتوفّٰی بِحَلَب سنة ١١٥٣ هـ ـ
٧٧٥ـ " فتح الغفّار لِعوالى الأخبار " ( فى الحديث ) تاليف الشّيخ المحدّث الفاضل العلّامة مولانا محمّد هاشم بن عبد الغفّور بن عبد الرّحمٰن التّتوِیّ السِّندیّ الحنفى ، المولود سنة ١١٠٤ هـ ، المتوفّٰی سنة ١١٧٤ هـ ـ
٧٧٦ـ " حياة القارى بِأطراف صحيح البخارى " تاليف الشّيخ المحدّث الفاضل العلّامة مولانا محمّد هاشم بن عبد الغفّور بن عبد الرّحمٰن التّتوِیّ السِّندیّ الحنفى ، المولود سنة ١١٠٤ هـ ، المتوفّٰی سنة ١١٧٤ هـ ـ
(یہ کتاب " مكتبة الشيخ محمد نصيف " جدہ، سعودی عرب میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے )
٧٧٧ـ " غُنية الظّريف بِجمع المرويّات و التّصانيف " تاليف الشّيخ المحدّث الفاضل العلّامة مولانا محمّد هاشم بن عبد الغفّور بن عبد الرّحمٰن التّتوِیّ السِّندیّ الحنفى ، المولود سنة ١١٠٤ هـ ، المتوفّٰی سنة ١١٧٤ هـ ـ
٧٧٨ـ " الرّحيق المختوم فى وصف أسانيد العلوم " تاليف الشّيخ المحدّث الفاضل العلّامة مولانا محمّد هاشم بن عبد الغفّور بن عبد الرّحمٰن التّتوِیّ السِّندیّ الحنفى ، المولود سنة ١١٠٤ هـ ، المتوفّٰی سنة ١١٧٤ هـ ـ
٧٧٩ـ " إتحاف الأكابر بِمرويّات الشّيخ عبد القادر " ( و ذيولٌ عليه ) تاليف الشّيخ المحدّث الفاضل العلّامة مولانا محمّد هاشم بن عبد الغفّور بن عبد الرّحمٰن التّتوِیّ السِّندیّ الحنفى ،

المولود سنة ١١٠٤ هـ ، المتوفّى سنة ١١٧٤ هـ ـ

٧٨٠ـ " طرب الأماثل بتراجم الأفاضل " تاليف الشّيخ العلّامة أبي الحسنات مولانا محمّد عبد الحيّ بن مولانا محمّد عبد الحليم بن أمين الله الأنصاريّ اللّكنويّ الحنفي ، المولود سنة ١٢٦٤ هـ ، المتوفّى سنة ١٣٠٤ هـ ـ

٧٨١ـ " تنبيه الأفهام فى بيان إجازاتى من مشائخ الاسلام " ثَبَتُ الشّيخ المُسْنِد المُعَمَّر المحدّث الفقيه عبد الله بن درويش الرّكابيّ الدّمشقيّ الحنفى ، الشّهير بِالسّكر ، المولود بِدمشق سنة ١٢٢٧هـ و قيل سنة ١٢٣٠ هـ ، المتوفّى بها فى الثّالث عشر من شوّال سنة ١٣٢٩ هـ ـ

٧٨٢ـ " تخريج الأحاديث الواردة فى المبسوط لِلسَّرَخْسى " تاليف الشّيخ الصّالح سراج الدّين بن عثمان الحنفيّ النّقشبنديّ الدّيروى ، المولود بِقرية موسٰى زئى من أعمال ديره اسماعيل خان، يوم الاثنين لِخمس عشرة خلون من محرّم سنة ١٢٩٧هـ ، المتوفّى بِها يوم الجمعة لِثلاثٍ بقين من ربيع الأوّل سنة ١٣٣٣هـ ـ

٧٨٣ـ " المسعى الرّجيح الى فهم شرح غرامى صحيح " تاليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد العصر المحقّق المدقّق السيّد أحمد بن محمّد بن عبد العزيز بن رافع الطّهطاوى ، الحُسَينى ، القاسمى ، الحنفى ، الملقّب بِرافع ، المولود بِطهطا بِمديريّة جرجا بِمصر فى جمادى الأولى و قيل جمادى الثانية سنة ١٢٧٥ هـ ، المتوفّى بِالقاهرة فى الثّانى عشر من صفر سنة ١٣٥٥ هـ ـ

٧٨٤ـ " جواهر الأصول فى اصطلاح علم الرّسول " تاليف الشّيخ العلّامة ، المُسْنِد ، الرّاوية ، المؤرّخ ، البحّاثة ، النّسّابة أبى الفيض و أبى الإسعاد عبد السّتّار بن عبد الوهّاب بن خدايار بن عظيم حُسَين يار بن أحمد يار ، المباركشاهوى ، البكريّ الصّدّيقى ، الهنديّ الدّهلوى ثمّ المكّى، الحنفى ، المولود بِمكّة المكرّمة فى الخامس و العشرين من ذى القعدة سنة ١٢٨٦هـ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ هـ، دفين المعلا ـ

٧٨٥ـ " رفع الأستار المسدلة فى ذكر بعض الأحاديث المُسَلْسَلة " تاليف الشّيخ العلّامة ، المُسْنِد ، الرّاوية ، المؤرّخ ، البحّاثة ، النّسّابة أبى الفيض و أبى الإسعاد عبد السّتّار بن عبد الوهّاب بن خدايار بن عظيم حُسَين يار بن أحمد يار ، المباركشاهوى ، البكريّ الصّدّيقى ، الهنديّ الدّهلوى ثمّ المكّى ، الحنفى ، المولود بِمكّة المكرّمة فى الخامس و العشرين من ذى القعدة سنة ١٢٨٦هـ ، المتوفّى بِها سنة ١٣٥٥ هـ، دفين المعلا ـ

۷۸٦۔ " نبراس السّاری فی أطراف البخاری " ( فی مجلّدین ) تالیف الشّیخ المحدّث المحقّق مولانا عبد العزیز بن القاضی نور محمّد ، السّهالی، الحنفی ، البانی لِدار العلوم " أنوار العلوم " گوجرانواله ، المتوفّی یوم السّبت ، الثّالث من رمضان المبارك سنة ۱۳۵۹ ھ ۔

(محدّث العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولف کی اِس تالیف (نبراس الساری) کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ یہ کتاب "مطبع کریمی" ہندوستان میں، اور اسی طرح لاہور میں ۱۳۳۵ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۷۸۷۔ " نظم الدّرر فی تراجم علماء مکّة من القرن العاشر الی القرن الرّابع عشر " تالیف الشّیخ العلّامة المُسْنِد المؤرّخ البحّاثة الورع الزّاهد عبد اللّٰه بن محمّد غازیّ الهندیّ الأصل المکّیّ الحنفی ، المولود بِمکّة المکرّمة سنة ۱۲۹۰ھ ، المتوفّی بِها سنة ۱۳٦۵ھ، دفین جنّة المعلٰی ۔

۷۸۸۔ " نثر الدّرر فی تذییل نظم الدّرر فی تراجم علماء مکّة من القرن العاشر الی القرن الرّابع عشر " تالیف الشّیخ العلّامة المُسْنِد المؤرّخ البحّاثة الورع الزّاهد عبد اللّٰه بن محمّد غازیّ الهندیّ الأصل المکّیّ الحنفی ، المولود بِمکّة المکرّمة سنة ۱۲۹۰ھ ، المتوفّی بِها سنة ۱۳٦۵ھ، دفین جنّة المعلٰی ۔

۷۸۹۔ " الأنوار الجلیّة فی الأثبات الحَلَبِیّة " تالیف الشّیخ العلّامة المؤرّخ الأدیب اللّوذعیّ المُسْنِد المتفنّن محمّد راغب بن محمود بن هاشم الطّبّاخ الحَلَبِیّ الحنفی ، المولود بِحَلَب سنة ۱۲۹۳ھ ، المتوفّی بِها فی أواخر رمضان المبارك سنة ۱۳۷۰ھ۔

اختصر المؤلّف فیه ثلاثة کتب هی:

۱۔ " کفایة الرّاوی و السّامع " لِلشّیخ یوسف بن حُسَین بن درویش الحُسَینیّ الدّمشقی ثمّ الحَلَبی، الحنفی ( ت ۱۱۵۳ھ )

۲۔ " صِلة الطّالبین لِعوالی المحدّثین " لِلشّیخ عبد الکریم بن أحمد الشّرابَاتیّ الحَلَبیّ ، الشّافعی (ت ۱۱۷۸ھ)

۳۔ " منار الإسعاد فی طرق الإسناد " لِلشّیخ عبد الرّحمٰن بن عبد اللّٰه الدّمشقی ثمّ الحَلَبی ، الحنبلی ( ت ۱۱۹۲ھ) و ذَیَّلَ المؤلّف کتابَهُ هذا بِبعض إجازات شیوخه و تراجمهم۔

(یہ کتاب " المطبعة العلمية " حلب، شام سے ۱۳۵۱ ہجری میں مولف رحمہ اللہ کے ذاتی سرمایہ سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۷۹۰۔ " تراجم علماء المدینة و أعیانها " تالیف الشّیخ الأدیب المؤرّخ محمّد سعید الدّفتردار البلقانی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِالمدینة المنوّرة سنة ۱۳۲۲ھ ، المتوفّی بِها سنة ۱۳۹۲ھ ۔

(یہ مولف رحمہ اللہ کے مقالات کا وہ سلسلہ ہے جسے وہ رسالہ "المنهل" مدینہ منورہ کے اخبار میں شائع کر چکے ہیں)

۷۹۱ـ " تفهيم مصطلح الحديث " تاليف الشّيخ الفاضل البارع مولانا محمّد أنور البدخشانيّ الحنفي ، أستاذ الحديث بجامعة العلوم الاسلاميّة علّامه بنوری تأون كراتشی ، فَرَغَ من تأليفه فی الخامس و العشرين من ربيع الأوّل سنة ١٤١٦هـ ـ

۷۹۲ـ " تهيج الرّاوی بتخريج أحاديث البيضاوی " تاليف الشّيخ المحدّث الجليل مولانا محمّد عاشق إلٰهی البرنیّ المظاهریّ الحنفیّ المهاجر المدنی ، ابن الشّيخ محمّد صدّيق ، المولود فی كورة بمسی من مضافات " بلند شهر " الهند سنة ١٣٤٣هـ أو سنة ١٣٤٤هـ ، المتوفّی سنة ١٤٢٢هـ ـ

۷۹۳ـ " شرح المنظومة البيقونيّة فی علم مصطلح الحديث " تاليف الشّيخ المحدّث المفسّر المحبّ لِلحضرة النّبويّة بوصيریّ عصرهِ أبی النّجيب عبد الله بن محمّد نجيب بن محمّد بن يوسف سراج الدّين الحُسَينیّ الحَلَبیّ الحنفی ، المولود بِحَلَب سنة ١٣٤٢هـ ، المتوفّی مساء الثّلثاء ، الحادی و العشرين من ربيع الأوّل سنة ١٤٢٢هـ ـ

۷۹٤ـ " إملاء ات فی علم مصطلح الحديث " تاليف الشّيخ المحدّث المفسّر المحبّ لِلحضرة النّبويّة بوصيریّ عصرهِ أبی النّجيب عبد الله بن محمّد نجيب بن محمّد بن يوسف سراج الدّين الحُسَينیّ الحَلَبیّ الحنفی ، المولود بِحَلَب سنة ١٣٤٢هـ ، المتوفّی مساء الثّلثاء ، الحادی و العشرين من ربيع الأوّل سنة ١٤٢٢هـ .

۷۹٥ـ " إعلام الطّلبة النّاجحين ، فی ما عَلَا من أسانيد الشّيخ عبد الله سراج الدّين " لِلشّيخ المحدّث المفسّر المحبّ لِلحضرة النّبويّة بوصيریّ عصرهِ أبی النّجيب عبد الله بن محمّد نجيب بن محمّد بن يوسف سراج الدّين الحُسَينیّ الحَلَبیّ الحنفی ، المولود بِحَلَب سنة ١٣٤٢هـ ، المتوفّی مساء الثّلثاء ، الحادی و العشرين من ربيع الأوّل سنة ١٤٢٢هـ .

(اِس کتاب کی جمع وترتیب الشیخ احمد بن محمد سردار الحلبی (متوفی ۱۴۱۸ھ) نے کی ہے، اور یہ کتاب "دار القلم العربی" حلب، شام سے ۱۴۱۴ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۷۹٦ـ " أُصُول الحديث لِلامام السّرَخْسِی " المنتقٰی من كتابه الشّهير " أُصُول السّرَخْسِی " انتقاه و رتّبه الشّيخ الفاضل البارع مولانا محمّد أنور البدخشانیّ الحنفی ، أستاذ الحديث بجامعة العلوم الاسلاميّة علّامه بنوری تأون كراتشی ، فَرَغَ من انتقاء هتبيبه فی الثّانی من صفر سنة ١٤٢٥هـ ـ

۷۹۷ـ " المرجع الحديث فی علوم السنّة و مصطلح الحديث " تاليف الشّيخ العلّامة المحقّق

المحدّث الفقيه أحمد مختار رمزی ، التّرکیّ و تر أصلًا ، المصریّ مولدًا و موطنًا ، الحنفیّ مذهبًا ، وکیل دار المحفوظات العمومیّة سابقًا ، المولود فی السّادس من ذی القعدة سنة ۱۳٤۲ھ، المتوفّی یوم الأربعاء ، الثّلاثین من ربیع الأوّل سنة ۱٤۳۳ھ ۔

۷۹۸۔ " الجدول الحدیث فی علم مصطلح الحدیث " تالیف الشّیخ العلّامة المحقّق المحدّث الفقیه أحمد مختار رمزی ، التّرکیّ أصلًا ، المصریّ مولدًا و موطنًا ، الحنفیّ مذهبًا ، وکیل دار المحفوظات العمومیّة سابقًا ، المولود فی السّادس من ذی القعدة سنة ۱۳٤۲ھ ، المتوفّی یوم الأربعاء ، الثّلاثین من ربیع الأوّل سنة ۱٤۳۳ھ ۔ (یہ کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے )

۷۹۹۔ " اِتّحاف الأنام بِمسانید الامام ، أبی حنیفة النّعمان " تالیف الشّیخ العلّامة المحقّق المحدّث الفقیه أحمد مختار رمزی ، التّرکیّ أصلًا ، المصریّ مولدًا و موطنًا ، الحنفیّ مذهبًا ، وکیل دار المحفوظات العمومیّة سابقًا ، المولود فی السّادس من ذی القعدة سنة ۱۳٤۲ھ ، المتوفّی یوم الأربعاء ، الثّلاثین من ربیع الأوّل سنة ۱٤۳۳ھ ۔

۸۰۰۔ " سِیَرُ أعْلام المحدّثین " تالیف الشّیخ العلّامة المحقّق المحدّث الفقیه أحمد مختار رمزی ، التّرکیّ أصلًا ، المصریّ مولدًا و موطنًا ، الحنفیّ مذهبًا ، وکیل دار المحفوظات العمومیّة سابقًا ، المولود فی السّادس من ذی القعدة سنة ۱۳٤۲ھ ، المتوفّی یوم الأربعاء ، الثّلاثین من ربیع الأوّل سنة ۱٤۳۳ھ ۔ (یہ کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے )

اللہ تعالیٰ کے خصوصی لطف وعنایت سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی پوری آٹھ سو (۸۰۰) تالیفات وتصنیفاتِ جلیلہ ومعتبرہ کا تذکرہ ہو چکا ہے جو کہ ایک عظیم علمی ذخیرہ اور سرمایہ ہے۔ اسی نوع کی باقی ماندہ دیگر تالیفات وتصنیفات کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت سے آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللّٰه تعالیٰ

محترم قارئین کرام کو دوبارہ یاد دہانی دی جاتی ہے کہ پورے غور وخوض اور انتہائی محنت وعرق ریزی سے یہ کام جاری ہے، آپ حضرات مخلصانہ دعائیں فرماتے رہیں۔

وَ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی وَ سَلَّمَ علٰی خیر خلقه محمّدٍ وّ علٰی آله و أصحابه أجمعین۔

(آخری قسط) مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

# یورپ بیداری سے پہلے

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے:

''گیارہویں صدی عیسوی میں جس وقت مغرب کے بڑے بڑے روساء اور جاگیرداروں کو اپنی جہالت اور ناخواندگی پر فخر وناز تھا، اس وقت اسپین میں مسلمانوں کے قرطبہ میں ایک عظیم کتب خانہ تھا، جس میں صرف ہاتھ کی لکھی ہوئی ساٹھ ہزار کتابیں تھیں۔''

رینہ مارسیال (Rene Mrtial) اورلاویس لکھتے ہیں:

''بارہویں صدی عیسوی میں فرانس، جرمنی، اوراٹلی میں ایک کتاب بھی ملنی مشکل تھی، جبکہ دوسری طرف صرف اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کے پاس ستر ۷۰ کتب خانے تھے، جن میں بڑی قیمتی اور نادر کتابیں تھیں۔''

یورپ نے جب علم کی تلاش شروع کی، تو سب سے پہلے اندلس کا رخ کیا جہاں قرطبہ طلیطلہ اور بلنسیہ میں عظیم یورنیورسٹیاں قائم تھیں۔

ناخواندگی اور جہالت کی یہ گھٹا ٹوپ تاریکی دسویں صدی عیسوی تک قائم رہی، مسلمانوں سے استفادہ کے بعد ہی ان میں علم وتمدن کا رواج ہوا، یورپ کی تاریخ کا سب سے مشکل اور تاریک دور دسویں صدی عیسوی ہے جس میں میں ارباب کلیسا اور اہل علم کے درمیان شدید کشمکش جاری تھی سینکڑوں اہل علم کو کلیسا کے معاندانہ رویہ کی وجہ سے تختہ دار پر چڑھادیا گیا، اٹلی، فرانس، اسپین، اور جرمنی میں عقائد وتعلیم کی چھان بین کیلئے تحقیقی عدالتیں (Couts of Inquisition) قائم کی گئی اور ارباب علم ودانش کو کفر والحاد کے الزام میں گرفتار کرکے سفاکانہ سزائیں دی گئیں، ایک محتاط اندازہ کے مطابق جو لوگ ان عدالتوں کی بھینٹ چڑھے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے، جن میں بتیس ہزار کو زندہ جلا دیا گیا۔

ڈریپر نے لکھا ہے:

فرانسیسی سلوسٹر دوم Sylvestre (۹۳۰۔۱۰۰۳ء) جو یورپ کے کسی شہر میں ایک کلیسا میں تھا، ایک مرتبہ اندلس (اسپین) گیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ میں قیام کیا، اور عرب علماء وحکماء سے حساب

اور سائنس کا علم حاصل کیا، جب وہ سائنس اور دیگر علوم سیکھ کر وطن واپس آیا تو لوگوں نے اس کو ساحر (جادوگر) خیال کیا، اور بعض حکمرانوں نے اس کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا، اور مختلف عہدوں اور مناصب عالیہ سے گزر کر پوپ کے منصب پر فائز ہوا، لیکن جب قدامت پرستوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو اور اس کے حامی بادشاہ کو قتل کر دیا۔

محکمہ احتساب سائنس (انکویزشن) کی قربان گاہ پر قرون وسطی میں پاپاؤں کے ہاتھ بیسیوں محققین سائنس، علمی انکشافات وایجادات کے گناہ میں نذر چڑھ گئے، پادری سمجھتے تھے کہ زمین کا گول کہنا بھی مذہب کی تردید ہے، مشہور سائنسدان گلیلو (Galileo) کو اس بنا پر موت کی سزا دی گئی کہ وہ آفتاب کے گرد زمین کے گھومنے کا قائل تھا، کوپرنیک (Copernic) نے حرکت ارض ومرکزیت شمس کے اثبات یا نظام فیثاغورث کی تائید کی، تو اس کو قید کی سزا ملی اور قید ہی میں مر گیا، برونو (Brunoe) اس جرم میں جلا دیا گیا کہ تعدد عوالم کا قائل تھا" (مذہب وعقلیات، مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ)

۱۰۵۵ء میں صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پوپوں نے پورے یورپ میں جنگ کا ماحول پیدا کر دیا، ان جنگوں نے اہل یورپ کو مسلمانوں سے ملنے جلنے، متمدن عرب شہروں کو دیکھنے اور وہاں آنے جانے کا موقع فراہم کیا، مسلمانوں کے نظام تعلیم وتربیت سے واقف ہوئے، عالم اسلام کے تمدنی جلوں اور ترقیات سے روشناس ہوئے، اسلامی شہروں کے نظام وقانون، صفائی ستھرائی، چمک دمک اور وہاں کے بازاروں کی رونق اور وسائل زندگی کی فراوانی سے مرعوب ہوئے۔

ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے:

"صلیبی جنگوں نے نسلوں کی تہذیب وتمدن پر بڑا گہرا اثر ڈالا، سماجی اور معاشی بیداری کا راستہ ہموار کر دیا، جو تحریک کی منتظر تھی، صنعت وتجارت کا بازار گرم ہو گیا، اور اس طرح علمی اور صنعتی بیداری کے اسباب ومحرکات مہیا ہو گئے۔"

مزید لکھتا ہے:

"اس وقت سے علوم وفنون کی ترقی شروع ہوئی، عرب کے نام اور اصطلاحیں مغرب میں داخل ہوئیں، اور رومن کی جگہ لے لی، علم الجبرا کی اصطلاح عربی زبان سے ماخوذ ہے۔"

یہ حقیقت ہے کہ یورپ نے عربوں ہی کی علمی وفنی تحقیقات اور ان ہی کی بنیادی تصنیفات سے خوشہ چینی کی اور مسلمانوں ہی کے بتائے اور بنائے ہوئے اصول ومبادی پر اپنی تمدن وتہذیب کے محل تعمیر

کئے ہیں۔ ایک مغربی مفکر کہتا ہے:

''عرب ہی فلکیات ،سائنس ، کیمیا اور طبی ،علوم میں ہمارے استاد اول ہیں۔''

ای ،ایم برن لکھتا ہے:

"بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں یورپ کی عقلی ترقی ترکوں کے خلاف مقدس جنگوں کے بجائے شرق ادنیٰ کے ساتھ تجارتی لین دین اور اندلس اور صقلیہ کے مترجمین اور اہل علم کی کوششوں کی رہین منت ہے۔"

مغرب نے گیارہویں صدی میں طلیلہ ،قرطبہ اور غرناطہ میں قائم اسلامی دانشگاہوں سے کب فیض کیا اور پھر مسلمانوں کے قائم کئے ہوئے علمی مراکز کے طرز پر اپنے یہاں ادارے قائم کئے ، برن لکھتا ہے۔

''یورپ میں سب سے پرانی یا سب سے پہلی یونیورسٹی گیارہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی ،اس کے بعد گیارہویں اور چودہویں صدی کے درمیان یورپ میں بہت سے یونیورسٹیاں قائم کی گئیں ،جرمنی میں پہلی یونیورسٹی چودہویں صدی میں قائم ہوئی۔ جبکہ برطانیہ میں آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیاں تیرہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئیں،

دنیا میں علم کی نشر واشاعت اور قافلہ علم کی رفتار وترقی ان مسلمانوں کی رہین منت ہے، جنہوں نے دنیا پر ایک ہزار سال سے زیادہ حکمرانی کی ،مسلمانوں کے بڑے شہر قاہرہ ،بغداد،قرطبہ،اصفہان ،قزوین،تبریز ،سمرقند اور بخاری علم ومعرفت کے گہوارے اور عالمی تہذیب وتمدن کے سرچشمے تھے،اگر کلیسا کی طرح اسلام کا بھی رویہ علم کے تعلق سے معاندانہ ہوتا تو قافلۂ علم اسی حالت میں ہوتا،جس میں ساتویں صدی عیسوی میں تھا، جہاں کتب خانے مقفل تھے، کتابیں ناپید اور مدفون تھیں ،غوروفکر اور تدبر پر پابندیاں عائد تھیں ،بعض انصاف پسند مغربی فضلاء اور مستشرقین نے انسانیت پر بعثت محمدی کے اثرات واحسانات کا اعتراف کیا ہے اور حقیقت ہے کہ آج دنیا میں جو بھی روشنی علم وہنر ہے، وہ سب بعثت محمدی کا فضل واحسان ہے، انسانی تہذیب کے ہر مرحلہ اور میدان میں اسلام کے بے پایاں اور دوررس اثرات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ رینان (Renan) کہتا ہے:

''البرٹ کبیر ہر چیز میں ابن سینا کا رہین منت ہے ، اور سانتوم اپنے تمام فلسفہ میں ابن رشد کا خوشہ چیں ہے ، یورپ کا بابائے سائنس روجر بیکن بھی عربوں کا شاگرد تھا، اور وہ خود اپنے شاگردوں کو تلقین کیا کرتا تھا، کہ اگر صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھنا سیکھو۔''

گستاؤ لیبان لکھتا ہے:

''عربوں ہی نے یورپ کو علم ومعرفت اور تہذیب وتمدن کی دنیا سے متعارف کرایا ، عرب ہمارے محسن تھے، اور چھ صدیوں تک ہمارے پیشوا اور مقتدار ہے۔''

مزید لکھتا ہے:

عربوں کے یورپ پر بڑے عظیم احسانات ہیں عربوں نے پورے یورپ پر دورس، دیرپا اور گہرے اثرات ونقوش چھوڑے ہیں، یورپ کی تہذیب وتمدن اورترقی کے اصل معمار عرب ہی ہیں، عربوں کے اثرات واحسانات کا صحیح اندازہ اسی وقت لگایا جاسکتا ہے، جبکہ یورپ کا وہ تاریک دور نظروں کے سامنے ہو جس میں بیداری شروع ہوئی، جب ہم نویں اور دسویں صدی عیسوی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف اسپین میں اسلامی تہذیب بام عروج پر تھی، تو دوسری طرف مغرب میں علمی مراکز چند برجوں سے عبارت تھے جن میں ان پڑھ اور غیر مہذب حکمران رہتے تھے، جنھیں اپنے ناخواندہ ہونے پر فخر تھا، اور یورپ میں تعلیم یافتہ طبقہ جاہل اور نادار راہبوں پر مشتمل تھا۔

رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) کتاب The Making of humanity میں لکھتا ہے، یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں، جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔

آگے چل کر لکھتا ہے:

صرف طبعی علوم ہی (جس میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کی ذمہ داری نہیں ہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہوجاتی ہے، جب اسلامی تہذیب وتمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوتی ہے۔

یورپ نے کلیسا کے خلاف بغاوت کی، اس کے نظام کو بدل دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس نے مذہب سے دوری اختیار کرلی، لیکن جب وہ مسلم ممالک میں اپنے محققین، دانشور ڈاکٹر اور معلمین کے ذریعہ داخل ہوا تو مشنری طاقت کی حیثیت سے داخل ہوا اور علم اور مذہب بلکہ علم اور تبلیغ مسیحیت شانہ بشانہ نظر آئے، یورپ نے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں مبلغین بھیجے، علوم وفنون اور یورپی زبانوں کے معلمین کو ٹریننگ دی، کارخانوں، لیبارٹریز اور ابتدائی اسکولوں میں کام کرنے والوں کو تیار کیا تاکہ وہ کام کے دوران نصرانی عقائد کی تبلیغ کرسکیں اور جب عالم اسلام پر یورپ کو تسلط حاصل ہوگیا، تو بزور قوت نصرانی بنایا گیا، عیسائی اور غیر عیسائی کے درمیان امتیازی سلوک ومعاملہ کیا گیا، عیسائی مشنریاں پھیل گئیں مذہبی کتابوں کی طباعت اور اشاعت کے لئے پریس قائم کیا گیا، اور صرف عیسائیت کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ دوسری تہذیبوں کے نقوش مٹائے گئے، دوسروں کے قوانین ختم کردئے گئے، دوسروں کی تہذیب تمدن زبان اور کلچر کو مسخ کردیا گیا، اوران کو تبدیلی مذہب پر مجبور کیا گیا، اسی طرح یورپ کا موقف انتقامی خصوصا مسلمانوں سے انتقام لینے کا تھا۔

جناب فصیح الدین (پی ایس پی)

# امریکی دانشوروں کی مولانا سمیع الحق سے ناانصافی
# امریکی اداروں اور محققین کی دانستہ فاش غلطیاں

ان دنوں کئی بین الاقوامی ماہرین کی کتابیں اور رپورٹس میرے زیر مطالعہ ہیں، ان پر الگ الگ اور تجزیاتی کالم مقررہ وقت پر لکھوں گا، البتہ مشہور امریکی مفکر، دانشور، مصنف، محقق اور صحافی ڈاکٹر ڈینیل مرکی (Daniel S. Mrakey) کی تازہ ترین کتاب ''پاکستان سے نہیں جائیں گے'' (No Exit from Pakistan) سے ایک مختصر سی بات کا تجزیہ کروں گا، ڈاکٹر مرکی امریکہ کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں جیسے ہاپکن اور ہارورڈ سے پڑھے اور پرنسٹن میں پڑھا چکے ہیں، وہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ۲۰۰۳ اور ۲۰۰۷ء تک جنوبی ایشیاء کے ماہر کے طور پر کام کر چکے ہیں، امریکہ کی اعلیٰ ترین تحقیقاتی رسالوں جیسے فارن افیئرز نیشنل انٹرسٹ، فارن پالیسی اور سیکورٹی سٹڈیز اور نیویارک ٹائمز اور واشنگٹن پوسٹ وغیرہ جیسے چوٹی کے اخبارات میں لکھتے رہے ہیں، وہ پاکستان اور افغانستان سمیت جنوبی ایشیاء کے امور کے نامی گرامی ماہر جانے جاتے ہیں، اپنی تحقیق وتصنیف کے لئے کئی بار پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں، اور ہر خاص و عام سے ملتے رہے ہیں، امریکہ کی پالیسی سازی پر اثر انداز ہونے اعلیٰ علمی وتحقیقی ادارے کونسل فار فارن افیئرز (CFR) جہاں سے سہ ماہی ''فارن افیئرز'' نکلتا ہے، سے وابستہ ہیں اور ۲۰۱۰ء میں امریکہ کی افغانستان پاکستان کے لئے آزادانہ سٹریٹجک ٹاس فورس کے پراجیکٹ ڈائریکٹر رہے ہیں، میں نے اس کتاب سے قبل کونسل فار فارن افیئرز سے ان کی شائع شدہ تحقیق (Securing Pakistan's Tribal Belt) جو پاکستانی قبائلی علاقوں کو محفوظ بنانے سے متعلق تھی پڑھی ہے، ڈاکٹر ڈینیل مرکی کا یہ تعارف اس لئے لکھا کہ قارئین کرام اس بات کو غیر اہم نہ سمجھیں کہ یہ کوئی عام امریکی مصنف ہوگا، ان کی پہنچ اور ان کی آراء دور دور تک جاتی ہیں، ان کی مذکورہ کتاب بھی کونسل فار فارن افیئرز کی طرف سے ہے اور اسے کیمبرج یونیورسٹی

٭ ایڈیٹر ان چیف پاکستان جرنل آف کرامنالوجی، معروف دانشور، ادیب وکالم نگار

پریس جیسے نامور اشاعتی ادارے نے شائع کیا ہے' اس کتاب میں شاید ہی کوئی ایسا صفحہ یا ایسی عبارت ہو جس کا حوالہ نہ دیا گیا ہو قطع نظر اس سے کہ وہ تحقیق یا خبر خود کس قدر روزنی یا مدلل ہے، ڈاکٹر مرکی کی علمیت یا محققانہ مقام سے انکار تو ممکن نہیں مگر پڑھتے پڑھتے میں چونک گیا کہ کیا ڈاکٹر مرکی جیسی شخصیت سے اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے جو اس نے مولانا سمیع الحق اور ان کے مدرسے ''دارالعلوم حقانیہ'' کے بارے میں لکھی ہے۔

قارئین کرام! میں اس عبارت کا من وعن اردو ترجمہ لکھ رہا ہوں جو صفحہ نمبر ۵۲ سے ماخوذ ہے۔ ڈاکٹر صاحب ممتاز قادری، جنرل حمید گل، ان کے بیٹے، لشکر طیبہ اور حافظ سعید کے بارے میں اپنی رائے دینے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''(حافظ) سعید کے بعد دوسرا نام مولانا سمیع الحق کا تھا جن کے افغان طالبان سے روابط تاریخی ہیں ان کا مدرسہ دارالعلوم حقانیہ' افغان سرحد پر واقع ہے اور جس میں علاقے کے بدنام ترین طالبان رہنماؤں کی تربیت ہوئی ہے، حقانی نیٹ ورک جس نے افغانستان میں نیٹو مشن کو خطرے سے دوچار کیا ہے کا سربراہ جلال الدین حقانی کا نام اس مدرسے کی مناسبت سے ہے جو کئی عشرے قبل اسی مدرسے میں پڑھ چکا تھا، میڈیا اس مدرسے کو اکثر ''جہاد کی یونیورسٹی'' سے یاد کرتا ہے، کئی عشروں پر محیط اس مدرسے نے ہزاروں پاکستانیوں، افغانوں اور غیر قانونی قرار دینے سے قبل، نوجوان افراد کو پوری دنیا میں ایک پرتشدد اور مغرب مخالف عالمی نقطۂ نظر کی تعلیم دی ہے۔''

غیر ملکی سفارتکار اور مبصرین کیا یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ڈاکٹر مرکی نے درست کہا ہے؟ یہی امریکی محققین کی سب سے بڑی کمزوری اور ناانصافی بھی ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ مولانا سمیع الحق کا ''دارالعلوم حقانیہ'' افغان سرحد پر واقع ہے یا ضلع نوشہرہ کے اکوڑہ خٹک میں اور وہ بھی سڑک کے کنارے۔ اس قدر غلط بیانی کی توقع کم از کم ڈاکٹر ڈینیئل مرکی سے نہ تھی، ان کا ہر صفحہ حوالہ جات سے بھرپور ہے، مگر اس عبارت کے لئے کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے، بچپن سے لے کر آج تک کم از کم میں نے تو کسی ''میڈیا'' میں یہ بات نہ پڑھی نہ سنی نہ دیکھی کہ میڈیا ''اکثر'' اس دارالعلوم کو ''جہاد کی یونیورسٹی'' قرار دے رہا ہے۔ مغربی میڈیا کا معاندانہ رویہ تو الگ بات ہے، اس بات سے قطع نظر کہ افغان روس جنگ میں مذہب کے نام پر مجاہدین کی امداد کس سپر پاور کی ضرورت تھی جس کا اعتراف خود ان کے اہل علم اور ہیلری کلنٹن تک نے کیا ہے، یہ بات صریح طور پر غلط ہے کہ ''دارالعلوم حقانیہ'' تشددانہ اور مغرب مخالف نظریہ حیات کو پوری دنیا میں پھیلا رہا ہے، ایسا الزام کسی اور جماعت یا تنظیم پر لگے تو اس کی سمجھ آتی ہے مگر ''دارالعلوم حقانیہ'' سے

برس ہا برس نکلنے والے دینی جریدے "الحق" نے کبھی ایسا کردار ادا نہیں کیا ہے۔ مغربی طرز حیات پر تو خود اہل مغرب بھی آج کل بے تحاشا اور بڑے بے لاگ انداز سے لکھ رہے ہیں، کیا رابرٹ گیٹس (سابق امریکی وزیردفاع) معمولی آدمی ہے جس کی کتاب "فرض" (DUTY) میں درجنوں ایسی باتیں ہیں جو امریکی پالیسی اور نقطہ نظر کے خلاف ہیں اور جس پر میں نے ایک گزشتہ کالم میں بھی لکھا تھا، کیا سابق امریکی صدر جمی کارٹر نے امریکی طرز زندگی اور مغربی تہذیب پر کم تنقید کی ہے جوان کی مشہور کتاب Our Endangered Values "ہماری اقدار خطرے میں" کی سطر سطر سے عیاں ہے۔ قارئین جمی کارٹر کے بارے میں میرا کالم پڑھ سکتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ "دارالعلوم حقانیہ" میں تشدد کی کوئی تعلیم دی جاتی ہے، ورنہ ہمارے چھوٹے سے گاؤں تخت بھائی میں درجنوں "حقانی" فاضلین تخت بھائی کے گلی کوچوں میں تشدد کا بازار گرم کر چکے ہوتے۔ قارئین کرام! یہاں پر ڈاکٹر مرکی کی واقعاتی غلطیوں کی نشاندی کے علاوہ اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب حافظ سعید کے بعد دوسرے نمبر پر نہیں آتے بلکہ ان کا شمار صف اول کے مذہبی اور سیاسی قائدین میں ہوتا ہے۔ وہ ایک عالم دین، ایک صاحب قلم ایک صاحب دل ایک منکسر المزاج انسان اور ایک معاملہ فہم مدبر بھی ہیں، ان کا شمار مولانا تقی عثمانی جیسی شخصیات کی صف میں ہونا چاہیے تھا، اگر چہ اس کالم کا مقصد حضرت مولانا کی خوبیاں گنوانا نہیں کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہیں اور میرے مہربان صاحب قلم عالم دین مولانا عبدالقیوم حقانی تو ہر وقت ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں اور جب بھی ان سے ملاقات ہو تو مولانا صاحب کا تذکرہ چھیڑتے ہیں، اس کالم کا مقصد صرف اس بات کی نشاندہی کرنا ہے کہ امریکی علمی ادارے اور صف اول کے محققین بھی ایسی فاش غلطیاں کر سکتے ہیں، میں نے امریکہ اور یورپ میں اپنے سینکڑوں دانشور دوست احباب اور بڑے بڑے مفکرین جن سے میری ذاتی اور علمی روابط ہیں، کی اس جانب توجہ دلائی ہے۔ چند ایک نے تو انتہائی حیرت اور افسوس کا اظہار کیا ہے کہ یہ تو فارن افیئر ز کونسل اور کیمبرج یونیورسٹی پریس کے علاوہ خود ڈاکٹر ڈینئل مرکی کے لئے سخت علمی بے اعتمادی کا سبب ہے' یہاں یہ بھی ذکر کروں کہ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے جو اس قسم کی غلطیوں پر گرفت کر سکے۔ مجھے ایسا ادارہ بنانے کے لئے عوام سے مدد ملی نہ حکومت سے، این جی اووز بے چارے تو اپنی روٹی روزی کمانے میں لگے ہوتے ہیں' ان کا علم اور تحقیق سے کیا کام؟ اس کالم کی مناسبت سے دو واقعات اور بھی عرض کرتا ہوں۔ ناروے میں ایک پاکستانی خاتون محققہ فرحت تاج صاحبہ ۱۰۔۲۰۰۹ء میں "دی نیوز" میں اکثر کالم لکھتی ہیں، موصوفہ طالبان اور فاٹا کے موضوعات سے کم ہی باہر نکلتی تھیں، ایک بار میں نے ان کو لکھا کہ آپ بار بار لکھتی ہیں کہ میران شاہ میں

فرنٹیئر کانسٹیبلری (FC) کے قلعے کے پاس ہی حقانی نیٹ ورک کے اڈے ہیں جبکہ فرنٹیئر کانسٹیبلری اور فرنٹیئر کور میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ فرنٹیئر کانسٹیبلری کے پاس فاٹا میں قانونی جواز نہیں ہے۔ یہ ایک بالکل الگ فورس ہے، موصوفہ جب پاکستان آئیں تو مجھ سے ملنے پشاور آئیں، معلوم ہوا کہ کوہاٹ سے تعلق ہے مگر فاٹا یا میران شاہ کو خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ کیا یہ تماشا نہیں کہ آکسفورڈ کے ایک پروفیسر نے اپنی ایک مایہ ناز کتاب میں بے نظیر بھٹو کو پاکستان کا صدر لکھا تھا، میری نشاندہی پر کہا کہ اگلی بار تصحیح کروں گا۔

البتہ وہ بہت بڑے پروفیسر اور محقق ہیں اور غالباً ان کو سہو ہوا تھا، البتہ ڈاکٹر ڈینئل مرکی سے سہو ہونے میں مجھے شک ہے اس کو اردو میں ڈنڈی مارنا کہتے ہیں۔ چلتے چلتے سب سے شریف النفس آدمی پر وار کر گئے۔ لوگ تو اپنے اپنے نمبر بنا رہے ہیں مگر امید کی ایک کرن مولانا ہی کی بدولت نمودار ہوئی ہے۔ یہ بہاریں یہ سماں ایک شخصیت کے دم سے بھی ہے جن کے آتش نوا قلم مولانا مودودی کے قلم کا نمونہ ہے جن کا اسلوب و انداز تحریر مولانا مودودیؒ کی تحریر کی طرح حریر و زبھر یر اور جن کی شخصیت مولانا کی شخصیت کی طرح بحر سکوت و تحسین شناس گویا بقول اقبال بااضطراب موج سکون گہر بدہ۔ کی مثال۔ آسٹریلیا کے پروفیسر پیٹر گیبوسکی نے ۲۰۰۹ء میں جبکہ ہم مکاؤ (چین) میں "ایشین سوسائٹی آف کریمنالوجی" کے تاسیسی اجلاس منعقد کرا رہے تھے، نے اپنی تقریر میں کہا کہ "ہمارے بعض محققین ایشیاء سے سخت ناواقف ہیں مثلاً فلاں مصنف نے ۹/۱۱ کے بعد امریکہ اور مغرب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ زمینی اور فضائی فوجوں کے ساتھ ساتھ بحری بیڑے بھی روانہ کریں تاکہ طالبان کہیں سمندری راستے افغانستان سے بھاگ نہ جائیں"

واضح رہے کہ مغرب میں سب کچھ برا بھی نہیں ہے۔ مغربی حکومتوں، اداروں اور عوام میں بھی اکثر ایسا ہی فرق نظر آتا ہے جیسے ہمارے ہاں مغرب میں ایک بہت بڑا حق گو طبقہ بھی موجود ہے۔ افسوس کہ ہمارے دانشوروں اور اداروں کا ایسے حق پرست اور حق گو افراد تک رسائی حاصل نہیں، بہر حال امریکی دانشور کی مولانا سمیع الحق صاحب جیسی علمی و فکری شخصیت اور صلح جو انسان کے بارے میں مذکورہ رائے انتہائی غلط اور نازیبا ہے، دارالعلوم حقانیہ جیسی علمی درس گاہ کے بارے میں بھی ان کی رائے غریب اساتذہ اور نادار طلباء کی دل آزادی کا سبب ہے، میری کوشش ہوگی کہ ڈاکٹر ڈینئل مرکی اپنے آئندہ کے ایڈیشن میں اس کی تلافی کریں، نام اللہ کا۔

نوٹ: میرے ای میل پر ڈاکٹر ڈینئل مرکی نے جواباً لکھا ہے کہ واقعی یہ غلطی ہوئی ہے اور آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کروں گا۔ اس اصلاح پر ان کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں)

(آخری قسط) جناب ڈاکٹر قیصر علی٭

# دینی تحریکات میں ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت

صوبہ خیبر پختونخوا کے شعبہ انجینئرنگ کے نامور شخصیت جناب انجینئر ڈاکٹر قیصر علی صاحب، جہاں اپنے شعبے میں اپنی اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر ممتاز حیثیت کے حامل ہیں تو دوسری جانب دینی اصلاحی اور تصوف کے شعبوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص قبولیت سے نوازا ہے، چنانچہ جدید تعلیمی درسگاہوں، روشن خیال طبقوں اور عصری علمی حلقوں میں مختلف عنوانات سے وقتاً فوقتاً اصلاحی خطبات اور سوال و جواب کی مجالس کے انعقاد کے سلسلے میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ زیر نظر اصلاحی بیان بھی انہوں نے اسلامی جمعیت طلبہ کی دعوت پر شاہ ولی اللہ ہاسٹل نمبر ۳، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور میں فرمایا۔ جس میں ایک بڑی تعداد میں یونیورسٹی کے طلباء نے شرکت کی۔ خطاب اور موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اسے نذر قارئین کیا جارہا ہے......(مدیر)

---

## جہاد مگر علم جہاد کی ضرورت

کچھ لوگ صرف جہاد پر زور دیتے ہیں حالانکہ جو لوگ بغیر اصلاح کرائے ہوئے جہاد کے لیے چلے جاتے ہیں تو وہ بجائے اصلاح کے فساد برپا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف مدارس ہونے چاہئیں۔ افسوس اس بات پر ہے کہ آج دین کے یہ چھ شعبے ایک دوسرے کی حمایت کی بجائے مخالفت کر رہے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ دین کی اشاعت و ترقی کا کام کرنے والے سارے شعبوں کے لوگ ایک دوسرے کا احترام کریں اور باہمی خیر خواہی کا رویہ اپنائیں۔ کچھ عرصہ پہلے گاؤں میں رواج تھا کہ لوگ گندم کی کٹائی کے لئے گاؤں والوں کو جمع کرتے اور سب مل کر گندم کاٹتے۔ جسے پشتو میں 'اشر' کہتے ہیں۔ تو اشر میں اگر کوئی بندہ مضبوط ہو اور زیادہ گندم کاٹتا ہو تو آپ اس سے خوش ہوں گے کہ نہیں؟ ضرور ہوں گے کیونکہ وہ آپ ہی کے کام میں مدد کر رہا ہے۔ اس لیے اگر ایک آدمی سیاست کے میدان میں دین کی سربلندی کے لیے اخلاص سے کوشش کر رہا ہے اور ایک تبلیغ میں کام کرنے والا شخص اُس کے متعلق یہ کہے کہ اُس آدمی کو سیاست چھوڑ کر ہمارے ساتھ آنا چاہیئے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ غلط کر رہا

---

٭ پروفیسر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور

ہے تو تبلیغی بھائی کی یہ سوچ اخلاص کے خلاف ہوگی۔ اور ایسا سوچنے والا شخص بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ میں دین کی ترقی کیلئے کام کررہا ہوں حالانکہ ایسا شخص دین کی ترقی نہیں چاہتا بلکہ تبلیغی جماعت کی ترقی چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر سیاست میں کام کرنے والا کوئی شخص سوچتا ہے کہ تبلیغ والے جہاد کی بات نہیں کرتے تو سیاست میں کام کرنے والے اِس شخص کی سوچ بھی درست نہیں ہے۔ اور یہ شخص کم فہمی اور غلطی کا شکار ہے کیونکہ یہ سمجھتا ہے کہ جو کام میں کررہا ہوں کام تو بس وہی ہے باقی تو سب لوگ وقت ضائع کررہے ہیں۔ تو یہ سوچنے والا آدمی دین کا کام نہیں کررہا بلکہ اپنی جماعت کے ووٹ بڑھانے کیلئے کام کررہا ہے حالانکہ مقصود اپنی جماعت کے ووٹ بڑھانا تو نہیں بلکہ مقصود تو رضائے الٰہی اور اشاعت دین ہے۔

## روحانی طور پر مضبوط شخصیات کی ضرورت

میسوڈونیا (مقدونیا) میں میری ملاقات ایک بہادر مسلمان بھائی سیف اللہ سے ہوئی۔ سیف اللہ یوگوسلاویہ کی فوج کے کمانڈوز میں سے تھا۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے بے پناہ تشدد سے گزارا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے وہ ہر اذیت کو برداشت کرتا رہا۔ بعد ازاں جب روس ٹوٹ گیا اور مقدونیا آزاد ہوگیا تو وہاں پہلی بار آذان اِس مردِ مجاہد نے دی ہے۔ سیف اللہ بھائی نے اس خطہ میں دین کی اشاعت اور ترقی کیلئے بہت کام کیا ہے تو کیا ہم یہاں بیٹھے اِسی زعم میں مبتلا رہیں کہ اگر کوئی کام کررہا ہے تو صرف ہم ہی ہیں۔ ایسا سوچنا اخلاص کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری اور عجب سے بچائے۔ دین کا کام کرنے والوں میں اخلاص ہونا چاہیے۔ اُنہیں روحانی طور پر بھی مضبوط شخصیت و کردار کا حامل ہونا چاہیے اور اپنے شعبے میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ ہر وقت اپنی اصلاح پر کڑی نظر اور اپنی فکر ہونی چاہئے۔

## فہم قرآن اور عمل

جو مضمون مجھے بیان کرنا تھا وہ تو میں نے بیان کردیا اب اس محفل کے موضوع فہم القرآن کے سلسلے میں کچھ باتیں عرض کردیتا ہوں۔ سب سے پہلی بات جو اس لفظ 'فہم القرآن' سے متعلق ہے اور میں نے اپنے شیخ و مربی حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم سے سیکھی ہے وہ کہ یہ لفظ فہم نہیں بلکہ فَہم ہے یعنی زیر کے ساتھ نہیں بلکہ زبر کے ساتھ ہے اور اِسکے معنی ہیں سمجھ بوجھ تو فہم القران کا مطلب ہوا قرآن کی سمجھ بوجھ اور قرآن کو سمجھنے کا حق یہ ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے، صرف معلومات کو قرآن فہمی کہنا صحیح نہیں۔

## ایک یہودی پروفیسر کا علم قرآن

کچھ عرصہ پہلے ملائیشیا کا ایک خلاباز (Astronomar) سائنسی تحقیقات کیلئے خلا کے سفر پر

گیا۔رمضان المبارک کا مہینہ تھا وہاں اُسے چند مسئلے ایسے درپیش ہوئے جس کا جواب اُس کے پاس نہیں تھا۔ جیسے وضو میں یہ شرط ہے کہ پانی چہرے پر بہہ جائے۔لیکن چونکہ خلا میں Gravitational Force یعنی کشش ثقل نہیں ہوتی اِس لئے پانی بہنے کی بجائے چہرے اور ہاتھ پاؤں سے چپک جاتا ہے۔اور جب پانی بہے گا نہیں تو وضو نہیں ہوگا۔اس طرح سجدہ کس طرف کرے گا یعنی رخ کس طرف رکھے گا۔پھر یہ کہ روزہ کے اوقات سحری اور افطار کا مسئلہ،مختصر یہ کہ اُس نے ایک سوالنامہ بھیجا۔تو آپ کو معلوم ہے اُس کے سوالوں کا جواب کس نے دیا؟ Standford University امریکہ کے ایک یہودی پروفیسر نے اُس مسلمان خلاباز کو اُسکے سوالوں کا جواب دیا اور وہ بھی بالکل صحیح اور درست۔اُس یہودی پروفیسر کو قرآن کا علم تو حاصل تھا لیکن فہم نہیں تھا۔ اِسی لئے تو اُس نے اسلامی احکامات کے مطابق سوفیصد صحیح اور درست جواب دیا لیکن فہم نہ ہونے کی وجہ سے وہ عمل کی توفیق سے محروم تھا لہٰذا آخرت کے لحاظ سے ناکام رہا۔تو فقط قرآن کا ترجمہ وتفسیر سمجھنا مکمل عمل نہیں، بلکہ ادھورا کام ہے۔ یہ مکمل تب ہوگا جب ہمارا عمل بھی عین قرآن کے تقاضوں کے مطابق بن جائے۔ اور قرآن کی نورانیت اور روحانیت ہماری زندگی میں آجائے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کی تمام جماعت عربی زبان جانتی تھی یا نہیں؟ یقیناً جانتی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں ارشاد فرمایا کہ قرآن کی آیات کی تلاوت کرنا بھی آپکی ذمہ داری ہے اور انکو کتاب وحکمت کی تعلیم دینا بھی آپکی ذمہ داری ہے۔

## قرآن کے دوقسم کے مضامین

اس کے علاوہ آج کل کے دور میں یہ بھی ایک بہت بڑی غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ ہر شخص سوچتا ہے کہ اگر میں عربی زبان کا چند ماہ کا کورس کرلوں تو پھر میں اِس قابل ہو جاؤنگا کہ قرآن سے مسائل نکالوں۔ یہ بہت خطرناک اور نقصان دہ بات ہے۔قرآن میں دوقسم کے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ایک قسم کے مضامین تو نصیحت کے ہیں۔جس کے بارے میں ارشاد ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" (قمر:۱۷)

''اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنادیا ہے۔''

یہاں پر لفظ ''ذکر'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی نصیحت کے ہیں۔دوسری قسم کے مضامین احکام اور مسائل پر مشتمل ہیں۔تو قرآن مجید نصیحت کیلئے آسان ہے دینی مسائل کے استنباط (Derivation) کیلئے آسان نہیں ہے۔ ہاں یہ نصیحت کیلئے آسان ہے اِسکے عبرت آموز قصے،گزشتہ اقوام کے واقعات نصیحت کیلئے آسان ہیں اور انتہائی دل چسپی اور کشش کے حامل ہیں۔ جنت ودوزخ اور آخرت کے

حالات جب قرآن بیان کرتا ہے تو آدمی پر ایک روحانی کیفیت طاری ہوتی ہے جو انسان کی آخرت کیلئے نیک اعمال میں مدد کرتا ہے، اور خوف خدا اور حب الٰہی کے پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔

## استنباط عن القرآن کے لئے دیگر علوم سے واقفیت

لیکن قرآن سے احکامات کا استنباط (Derivation) عام لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ چاہے کوئی لاکھ عربی زبان جانتا ہو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ فقط ایک سورۃ بقرہ سیکھنے میں مجھے پانچ سال لگ گئے۔ حالانکہ وہ تو عربی جانتے تھے بلکہ اہل زبان تھے پھر کیوں ایک سورت سیکھنے میں پانچ سال لگے؟ ان سے کسی نے پوچھا تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا کہ جب تک میں دس آیات کو پڑھ کر اُس پر عمل نہیں کر لیتا تھا آگے نہیں بڑھتا تھا اور آج اگر کوئی شخص تھوڑی بہت عربی زبان سیکھ لے تو فوراً اِس زعم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ میں اب اس قابل ہوں کہ قرآن کے مضامین کو خود سمجھ سکوں۔ بلکہ لوگ تو اِس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ جاتے ہیں اور قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر لکھنا شروع کر دیتے ہیں، یہ انتہائی خطرناک اور نامناسب بات ہے۔

## تفسیر قرآن کے لئے چار علوم پر عبور و مہارت

علمائے کرام کہتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر کیلئے چار بنیادی علوم آنے چاہئیں۔ اُن میں ایک تو عربی زبان پر مکمل عبور ہے، مدارس میں آپ جائیں تو وہاں طلبہ کو وہ عربی بھی پڑھائی جاتی ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ اور اُس سے پہلے جزیرہ عرب میں رائج تھی۔ اسکے طویل قصیدے اور نظمیں طلبہ کو پڑھائے اور یاد کرائے جاتے ہیں، تاکہ وہ عربی زبان کی وہ استعداد حاصل کر لیں کہ قرآن کے مفہوم کو سمجھ سکیں، دوسری چیز علم حدیث ہے۔ قرآن کی تشریح احادیث کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جسکا مفہوم ہے کہ: میں نے قرآن نازل کیا اور آپ قرآن کو انکے سامنے بیان کریں (النحل: ۴۴) لہٰذا قرآن کی تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کی ہے۔ حدیث کی کتاب صحیح بخاری آپ دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ سورۃ فاتحہ سے لیکر سورۃ الناس تک تقریباً قرآن کی ہر سورت کی تشریح احادیث میں موجود ہے۔ اس لیے علم حدیث کے بغیر قرآن کی تشریح نہیں ہو سکتی۔ تیسری چیز فقہ اور تفسیر کا علم ہے اور چوتھی چیز اصول عقائد و کلام یعنی عقائد اور منطق کا علم۔ قرآن کی تشریح احادیث مبارکہ ہیں اور حدیث کی تشریح صحابہؓ کا عمل ہے تو قرآن کی تشریح کیلئے اتنے علوم کی ضرورت ہے۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جو بغیر علم کے قرآن کی تشریح کرے تو وہ جہنمی ہے۔ آپ حضرات جب قرآن کا ترجمہ یا تفسیر پڑھیں تو اس میں بہت احتیاط کریں۔ ایسی تفسیر پڑھیں جس پر جمہور علماء متفق ہوں۔ مودودی صاحب کی

تفسیر پر چونکہ کچھ علماء کو تحفظات ہیں لہٰذا آپ لوگ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر "بیان القران"، شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر "تفسیر عثمانی"، مفتی شفیع صاحبؒ کی تفسیر "معارف القرآن" پڑھیں یا مفتی تقی عثمانی صاحب کی تفسیر "آسان ترجمہ قرآن" جو بہت سادہ اور آسان ترجمہ اور تفسیر ہے اس کو پڑھیں۔

## صحابہ کرامؓ سے محبت

ایک یہ بات ذہن نشین کریں کہ صحابہ کی محبت کے بغیر بھی دین نامکمل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ اِن میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے فلاح پاؤ گے۔ ایک دوسرے ارشاد کا مفہوم ہے جو میرے صحابہؓ سے محبت رکھتا ہے گویا مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو اِن سے بُغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بُغض رکھتا ہے۔ اس لیے آپ سب حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کہیں کوئی ایسا مواد صحابہؓ کے متعلق آپ کی نظر سے گزرے یا آپ سنیں تو پہلے تو اس کی اچھی تو جیہہ (تاویل) کر دیا کریں ورنہ صاف کہہ دیا کریں کہ مجھ سے قبر میں ان باتوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا تو میں کیوں اِن کی تحقیقات میں پڑوں۔ آپ نے کبھی یہ نہیں سُنا ہوگا کہ کوئی شخص اپنے والد اور چچا کے درمیان اختلافات کے چرچے سرعام کرتا پھر رہا ہو بلکہ سمجھدار آدمی ایسی باتوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ تو جس طرح خاندانی بزرگوں کی بے عزتی ہم سے برداشت نہیں ہوتی تو اسی طرح اپنے دینی اکابر کے بارے میں بھی انتہائی احترام اور ادب کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ صحابہؓ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین شاگرد اور ساتھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہر چیز سے بڑھ کر عزیز تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر سب کچھ قربان کرنے والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا انھیں اپنی جان سے زیادہ محبوب تھی۔

## صحابہ کرامؓ کا عشق نبوی

حضرت عثمانؓ کا واقعہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کفار مکہ سے مذاکرات کے لیے بھیجا۔ حضرت عثمانؓ کا بہت بڑا قبیلہ تھا بنو امیہ کا اور مالدار آدمی تھے۔ ان کے چچا زاد بھائی ملنے کے لیے آئے تو انھوں نے دیکھا کہ یہ تو وہ عثمانؓ نہیں رہے جو پہلے تھے۔ عربوں میں اس وقت لنگی ٹخنوں سے اوپر باندھنا ذلت کی نشانی سمجھی جاتی تھی اور عزت کی نشانی یہ سمجھی جاتی تھی کہ لنگی زمین پر گھسٹتی ہو۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا تھا کہ لنگی کو آدھی پنڈلی تک باندھیں گے ورنہ ٹخنوں سے اوپر تو ضرور باندھیں گے۔ تو ان کو چچا زاد بھائیوں نے کہا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ تو ہماری عزت کو خاک میں ملا دیں گے۔ آپ ذرا اس لنگی کو نیچے کریں۔ تو انھوں نے کیا جواب دیا؟ نیچے اپنے لنگی کو دیکھا۔ پھر اُنھیں دیکھا اور فرمایا "لیکن میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے ہی کرتے ہیں"۔ کوئی دلیل

نہیں دی، کوئی بحث وتکرار نہیں کی۔ بڑی سادگی سے اپنے لنگی کو دیکھا اور فرمایا" میرے حبیب تو ایسے ہی کرتے ہیں"۔ان کے بار بار اصرار کرنے پر بھی آپؓ یہی فرماتے رہے، کیونکہ جس کو وہ لوگ عزت سمجھتے تھے وہ آپؓ کومطلوب ہی نہیں تھی بلکہ اسکے مقابلے میں آپؓ کووہ بدنامی، جومحض ان لوگوں کے خیال میں بد نامی تھی، زیادہ محبوب تھی جس سے آپؓ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو،اسکوایک شاعر بیان کرتا ہے۔

گرچہ بد نامی است نزد عاقلاں
ما نہ می خواہیم ننگ ونام را

"اگرچہ دنیا کے نام نہاد دانشوروں کی نظر میں یہ (میرا عمل) بدنامی ہے۔لیکن
میں کیا کروں کہ میں کسی عزت اور نام ونمود کا خواہشمند ہی نہیں ہوں۔"

ایک دوسرے صحابی ہیں ابومحذورہؓ ،فتح مکہ کے وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ جب مکہ فتح ہوگیا، حضرت بلالؓ اذان دے رہے تھے۔تو انھوں نے حضرت بلالؓ کی نقل اتارنی شروع کی۔ یہ صحابی خود کہتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت نفرت تھی کہ ان لوگوں نے ہمارے شہر پر قبضہ کرلیا ہے،تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سنی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ آج کے بعد مکہ مکرمہ میں اذان آپ دیں گے،فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں محبت کے ایسے جذبات اٹھے کہ میرا جی چاہا ابھی جان نچھاور کروں۔یہ صحابی جوان ہوئے ،بوڑھے ہوئے لیکن مرتے دم تک بال نہیں کاٹے۔لوگ ان سے کہتے کہ آپ نے بال اتنے لمبے کیوں کئے ہیں ان کو کاٹتے کیوں نہیں؟ وہ فرماتے کہ آخر ان پر ہاتھ کس نے پھیرا ہے! بھلا میں ان کو کاٹ سکتا ہوں! یہ صحابہ کرامؓ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی مثالیں ہیں۔انہی صحابہؓ کے ذریعے سے قرآن مجیداور اس کی تفسیر ہم تک پہنچی ہے۔

## درس قرآن کے لئے مستند تفاسیر سے استفادہ

آپ لوگ درس قرآن کی مجالس ضرور منعقد کیا کریں،لیکن جب کبھی قرآن مجید کے کسی آیت کی تشریح کریں تو مستند تفاسیر پر انحصار کریں، اور کبھی اپنی رائے سے قرآن کی تشریح نہ کریں، یہ انتہائی خطرے کی بات ہے۔ اسی طرح اپنی مجالس میں درس کے لیے اُن آیات کو مدنظر رکھیں جن میں نصیحتیں ہوں اور جنت وجہنم کا تذکرہ ہو،آج کل ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے کہ انگریزی اخبار کے دو آرٹیکل پڑھ کر اور T.V پر ٹاک شو دیکھ کر اپنے آپ کو دانشور سمجھنے لگتے ہیں اور ہر معاملے میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں، یہاں تک کہ قرآن مجید کی آیات کے بارے میں بھی actually,basically کہہ کر کہتے ہیں کہ ہمارا خیال تو یہ ہے۔اس معاملے میں انتہائی احتیاط کریں، خدانخواستہ کوئی ایسی بات

زبان سے نہ نکل جائے کہ ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

لہٰذا جو بھی عمل کریں اور دین و دنیا کے جس شعبے سے بھی تعلق رکھیں، اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق زندگی گزاریں پھر آپ دیکھیں کہ اللہ آپ کو کیسے قرآن کا فہم نصیب کرتا ہے۔ پھر آپ کو قرآن پڑھنے میں ایسا مزہ آئے گا کہ جیسے اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہو، صوفیا تو اس کے بارے میں کہتے ہیں ......

در سخن مخفی منم چو بوئے گل در برگ گل    ہر کہ دیدن میل دارد، در سخن بیند مرا

''میں اپنی تحریر میں ایسے پوشیدہ ہوں جیسے پھول کی خوشبو پھول کی پنکھڑی میں۔ جو میری دید کا خواہاں ہو وہ مجھے میری تحریر (قرآن پاک) میں دیکھے۔''

قرآن تو اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا کلام ہے۔ ہمارے حضرت مولانا اشرف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میں جب یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ آتا ہے تو یہ اس طرح ہے کہ جیسے باپ بچوں سے کہتا ہو'' اے زمہ بچو '' (اے میرے بچو!) اور اس کے بعد جو بات ہوتی ہے وہ بہت اہم بات ہوتی ہے تو قرآن میں تو اللہ تعالیٰ کی محبت بھری باتیں ہیں، دلچسپ واقعات ہیں اور عجیب وغریب انکشافات ہیں۔

**تلاوت قرآن کا اثر**

حضرت جبیر بن مطعمؓ ایک صحابی ہیں، جنگ بدر کے بعد مسلمان ہوئے، جنگ بدر میں جو کفار قید ہوئے تھے ان کے بارے میں مذاکرات کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، فرماتے ہیں کہ میں ایسے وقت میں آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور نماز میں سورۃ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت شروع کی وَالطُّوْرِ ○ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ اور اس طرح پانچ قسمیں کھائیں اور پھر جب پڑھا کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ کہ آپ کے رب کا عذاب تو آ گیا تو وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو مجھے ایسا لگا کہ آسمان مجھ پر گر جائے گا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ میں بے ہوش ہونے کے قریب ہو گیا۔ قرآن پاک تو ایسا دلوں کو دہلا دینے والا ہے۔ وقت کم ہے میں اپنی تقریر اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

حیف کہ تاثیر اس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہے

یعنی افسوس اگر تیرے دل پر قرآن کا اثر نہ ہو حالانکہ اگر اسے پہاڑوں پر اتارا گیا ہوتا تو وہ اس کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کی محبت اور اس پر عمل نصیب کریں۔

مولانا عرفان الحق اظہار حقانی

# ۶۳ سالہ قدیم درالتدریس و دارالحدیث کی بلڈنگ کی جگہ نئے عظیم الشان پانچ منزلہ جدید درالتدریس پر کام کا افتتاح

ایک عرصہ سے دارالعلوم کے قدیم دارالتدریس کی تعمیر نو کی خواہش ارباب اہتمام وانتظام کررہے تھے، اس پر مشاورت کے ساتھ ساتھ نقشہ زیرغور تھا لیکن کل امر مرھون باوقاتہ (ہرایک کام کا وقت مقرر ہوتا ہے) کے تحت یہ عظیم منصوبہ تاہایں وقت معلق رہا، ایک طرف پرانا دارالتدریس خستہ اور بوسیدہ ہونے کا شکوہ کرتے ہوئے بار بار متوجہ کررہا تھا تو دوسری طرف اس کی قدامت برکتیں اور ماضی میں یہ مقامات اکابرین کی نشست و برخاست کی جگہیں ہونے کی وجہ سے یہ اس تعمیر کو برحال خود چھوڑنے کا تقاضا کررہی تھی، تقریباً ایک ماہ قبل بارش میں اس عمارت کے مغربی اور مشرقی برآمدے مختلف مقامات سے پانی کے ٹپکنے کا جو نظارہ پیش کررہے تھے، اُس سے بہرصورت باعتبار قال نہیں تو حال بتارہی تھی کہ میں نے مقدور بھر علوم نبوت کے پرستاروں کی خدمت کرلی ہے اور اب مجھے چھٹی دی جائے، چھت میں جابجا زنگ زدہ سریے چیخ چیخ کر پکار رہے تھے کہ اس ناتواں کمر میں مزید بوجھ اٹھانے کی سکت نہیں اس گومگو کی کیفیت میں عظیم الشان جامع مسجد کے آرکیٹیکٹ جناب طاہر خٹک نے نئے عالیشان اکیڈمک بلاک کا نقشہ برادرم مولانا راشدالحق صاحب کے کہنے، اوران سے طویل مشاورت اوردنیا بھر کی یونیورسٹیوں، اسلامی عمارتوں کی تصاویر اور معلومات اکٹھی کرکے باہمی محنت شاقہ کے بعد دارالعلوم کے ارباب اہتمام کے سامنے پیش کردیا جو اپنی خوبصورتی اور دلکشی کے باعث سب کے دل کو بھا گیا۔ پھر تو فیصلے کی گھڑی آن پہنچی اور حضرت عم محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب نے نہ چاہتے ہوئے بھی قدیم عمارت کو گرادینے کی اجازت دے دی، اس کے لئے رجب کا آخری ہفتہ اس لئے مقرر کیا گیا تاکہ دارالعلوم کے امتحانات ختم ہوچکے ہوں اور تعلیمی ماحول حتی المقدور متاثر نہ ہو، پہلے مرحلے میں دروازوں، کھڑکیوں اور روشندانوں کو صحیح سالم طور پر نکالا گیا، پھر جدید مشینریوں کی مدد سے اس چونے اور گارے سے بنے ہوئے خستہ حال عمارت کو ہفتہ بھر میں منہدم کردیا گیا، ہزاروں اینٹوں کو دارالعلوم کے عقبی شمالی میدان میں جمع کیا گیا تاکہ آئندہ کی تعمیرات میں اسے قابل استعمال بنایا جاسکے، جبکہ ملبہ دارالعلوم کے نشیبی میدان کی بھرائی کے لئے صرف کیا گیا، ۱۷مئی بروز بدھ ۱۵ شعبان (شب برات) کو

بعد از نماز عصر قدیم دارالحدیث کے خالی وسیع میدان میں ابتدائی مشاورت کیلئے حضرت مہتمم صاحب کی سرکردگی میں میٹنگ منعقد ہوئی ،قدیم عمارت کے ڈھانے کا غم اوراس سے وابستہ قدیم یادیں تقریباً ہر کارکن کے دل میں تازہ تھیں ،لیکن بہرحال کچھ حاصل کرنے کے لئے تو کچھ نہ کچھ کھونا پڑے گا، کے مصداق اسے بامر مجبوری تسلیم کرہی لیا گیا۔اس اجلاس میں انجینئر صاحب کی طرف سے یہ رائے پیش ہوئی کہ مجوزہ نئے نقشے پر عمل درآمد سے قبل اگر ایک دوسرے ہاسٹل شیخ الحدیثؒ کی قربانی بھی دی جائے تو اس سے نئے دارالحدیث کے سامنے کشادہ صحن میسر ہوسکے گا،ورنہ بصورت دیگر اگر حکومت نے ریلوے لائن کا دوسرا ٹریک اور جی ٹی روڈ کی وسعت کا کام عمل میں لایا تو پھر ہماری نئی عمارت سڑک سے چند ہی فٹ کے فاصلے پر واقع ہوگی۔قدیم دارالحدیث کے منہدم ہونے کے بعد گویا یہ ایک بڑا نیا امتحان تھا جس کے لئے ابتدا میں کسی کا ذہن بھی تیار نہیں ہورہا تھا۔مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ کوئی ایسی صورت بنائی جائے کہ اس سے یہ عظیم الشان عمارت (مطبخ و ہاسٹل) بچ جائے اس لئے کہ ابھی دس بارہ برس قبل ماضی قریب اس پر ایک کروڑ روپے کی خطیر رقم صرف ہوئی ہے، یہی رائے حاضرِ مجلس تمام اراکین کی تھی ،رات گئے تک اس پر طویل غوروخوض کیا گیا لیکن بغیر کسی حتمی فیصلے کے یہ میٹنگ برخاست ہوئی ،چند دن پہلے بھی اسی میدان میں درختوں کے سائے میں ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں ذیل کی تین تجاویز سامنے لائی گئیں:

۱) مطبخ والی عمارت کو گرا اکیڈمک بلاک کی اہمیت کے پیش نظر صحن کو وسعت دی جائے

۲) مطبخ کی عمارت (احاطہ شیخ الحدیث) کو نئے اکیڈمک بلاک کا جز بنا کر اس میں ضم کیا جائے۔

۳) اکیڈمک بلاک کو فرنٹ سے منتقل کرکے دارالعلوم کے عقبی شمالی خطے میں بنایا جائے۔

دوسری تجویز پر کثرت رائے کی بنیاد پر فیصلہ ہوا،اسی موقع پر یہ بھی طے کیا گیا کہ نئے تعمیر کا افتتاح بدھ ۱۷مئی ۲۰۱۷ء کو کیا جائے گا۔حسب فیصلہ بعد از نماز عصر دارالعلوم کے اساتذہ کرام ،نائب مہتمم مولانا انوار الحق، پروفیسر محمود الحق ،حضرت مولانا عبدالحلیم ،حضرت مولانا مغفور اللہ ،مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مولانا حامد الحق ،مولانا راشد الحق، احقر عرفان الحق ،مولانا سید محمد یوسف شاہ ،مولانا سید احمد شاہ ،مولانا لقمان الحق، مولانا سلمان الحق ،مولانا قاسم فرزند مولانا بجلی گھر ،مولانا بلال الحق ،جناب الحاج دلاور خان ،جناب محمد ادریس خٹک ،جناب طارق خان صاحبان اور دارالعلوم کی مسجد حقانیہ کے مقامی نماز گزار حضرات ،حضرت مہتمم صاحب کی آمد کے منتظر تھے کہ آپ جلوہ آرائے مجلس ہوئے اسی میدان میں کرسیوں پر بیٹھ کر مولانا راشد الحق کی معاونت سے انجینئرز صاحبان سے مشاورت شروع ہوئی ان حضرات نے اور دیگر حاضرین مجلس نے مطبخ والی عمارت کو گرانے کی تجویز پھر پیش کردی لیکن مولانا صاحب نے پھر فرمایا کہ اس فیصلے کو موخر کیا

جائے اور فی الحال کام کا آغاز کھدائی سے کردیا جائے، بعد میں مشاورت کرکے اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے گا، مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ کام کا آغاز اسی مقام سے کیا جائے جہاں سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے ۶۳ برس قبل اکابر علماء کے ساتھ مل کر قدیم دارالحدیث کے شمال مغربی کونے میں سنگ بنیاد رکھا تھا۔ مولانا مدظلہ نے دھیمے لہجے میں فرمایا کہ الہ العالمین یہ تیرے نیک مخلص وفاشعار بندوں کا قائم کیا ہوا مدرسہ ہے ان ہی کے طفیل اسے پھر دوبارہ آباد کر، مولانا صاحب کی آواز میں رقت اور درد ہر کوئی محسوس کررہا تھا، پھر فرمایا کہ ہم کیا افتتاح کریں گے ہمیں خود اپنا آپ معلوم ہے، اسی مقام سے شیخ الحدیثؒ کی متابعت کرتے ہوئے افتتاح کرتے ہیں جہاں سے ان حضرات نے شروع فرمایا تھا۔

اس مجلس کی جو تصویر کشی ''مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات'' نامی کتاب میں کی گئی اسے آج حاضرین کے سامنے سنایا جائے تا کہ وہ کیفیات اور احساسات ہمارے دلوں میں بھی موجزن ہو جو اخلاص اور للّٰہیت اور تقویٰ کے پہاڑوں کے دلوں میں تھے، کتاب لائی گئی تو مولانا مفتی غلام الرحمٰن نے اسے سنانا شروع کیا۔

### نئی تعمیر برلب سڑک کا سنگ بنیاد:

۱۸/اپریل ۱۹۵۴ء: سالانہ دستار بندی کے موقع پر بعد از نماز عصر والد صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اس تقریب میں صوبہ سرحد اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء کرام موجود تھے جن میں بعض کے نام یہ ہیں: مولانا عبدالحنان ہزاروی، مولانا بہاء الحق قاسمی، مفتی محمد نعیم لدھیانوی، حضرت بادشاہ گل صاحب، قاری محمد امین صاحب، خان اعلیٰ محمد زمان خان وغیرہم۔

### باضابطہ سنگ بنیاد کے لئے دارالحدیث کا انتخاب سنت نبوی کی عجیب متابعت:

۱۳/اکتوبر ۱۹۵۵ء مطابق صفر ۱۳۷۵ھ: بنیادیں بھری جارہی ہیں، ۳۰۔۳۵ مزدور آج کل کام کررہے ہیں۔ آج والد ماجد اور دیگر اساتذہ طلبا وارا کین نئی زیرتعمیر عمارت میں تشریف لے گئے۔ بنیادیں چونے گارے سے بھرگئی ہیں۔ باضابطہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ایک پتھر منتخب کیا گیا۔ والد ماجد، صدر صاحب (مولانا عبدالغفور سواتی) اور دیگر حاضرین نے طویل خشوع وخضوع سے دعا کی۔ قبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ والد ماجد نے سنت نبوی کے اتباع میں پتھر ایک چادر میں رکھنے کی تجویز پیش کی اس پر سب خوش ہوئے اساتذہ طلباء سب نے مل کر پتھر اٹھوایا پھر نہایت عاجزی سے والد ماجد نے دعا کی اور و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کا ورد کرتے رہے۔ سب آمین کہہ رہے تھے پھر تمام حاضرین نے حضرت صدر صاحب کے کہنے پر تین مرتبہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم پڑھا اور سب نے عاجزی خشوع سے دعا کی قبولیت کے آثار وانوار نمایاں تھے۔ ایک کیفیت ومستی سب

حاضرین پر طاری تھی عجیب دلکش منظر تھا پھر والد ماجد اور حضرت صدر صاحب (مولانا عبدالغفور سواتی مرحوم) نے مل کر پتھر چادر میں اٹھایا اور مجوزہ دارالحدیث کی مغربی سمت کے شمالی کونے میں رکھ دیا۔ خداوند کریم اس عمارت کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر علوم و معارف الٰہیہ کی نشر و اشاعت وحفاظت اسلام کا ذریعہ بنادے اور اسلام کیلئے ایک مضبوط نا قابل شکست قلعہ اور چھاؤنی ثابت ہو۔ آمین

مسجد سے دارالعلوم حقانیہ کی منتقلی:

۱۸ر ستمبر/ ۱۲ صفر: والد ماجد اور دارالعلوم کے مقامی اراکین نے فیصلہ کیا ہے کہ جمعرات ۱۴ صفر المظفر/۲۰ر ستمبر ۱۹۵۶ء سے جدید تعمیر برلب سڑک (جی ٹی روڈ) میں تعلیم و تدریس شروع کردی جائے۔ اس فیصلے کی خبر سے دارالعلوم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

۱۴ صفر المظفر: آج کا دن سرحد کی علمی تاریخ اور دارالعلوم کے دور حیات وعروج میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور جس کی نظیر نہیں، آج دارالعلوم کے دارالتدریس میں ختم کلام پاک سے باقاعدہ تعلیم و تدریس کا افتتاح ہوگیا، افتتاحی پروگرام میں والد صاحب نے تفصیلی تقریر فرمائی (جو آگے آرہی ہے)

کائنات علم کا تاریخی درہ: مولانا سمیع الحق کے وہ احساسات و تاثرات جو حقیقت کا روپ اختیار کررہی ہیں: اس خلاق علیم وخدائے خبیر وتوانا کا کس زبان اور کس لہجہ اور کس ذریعہ سے شکریہ ادا کیا جائے، جس نے اپنے احسانات اور اسباغ انعام کی بارش برسا کر آج ہم ناتوانوں اور بے بضاعتوں کو ایسا مبارک دن دیکھنا نصیب فرمایا۔ آج ہم اپنی قسمت پر جتنا رشک جتنا غبطہ اور جتنا فخر کریں ہم حق بجانب ہیں اور اس کا مبارک ذکر تاریخ میں ایک مقدس اور مبارک دن کا ذکر ہے۔ یہ دن اور اس کا مبارک تذکرہ تاریخ اسلام میں ان شاء اللہ تعالیٰ آب زر سے نمایاں حروف میں لکھا جائے گا۔ دارالعلوم کے علوم ورجال سے کائنات علم کی تخلیق و تدوین ہوگی دارالعلوم سے جہالت اور گمراہی کی وادیاں لالہ زاروں میں تبدیل ہو جائیں گی اس کی ضیاء پاشیوں سے ظلمت کدۂ کفر والحاد جگمگا اٹھیں گے۔ جمعرات کا وہ مقدس دن ایسے مبارک دن کا طلوع ہے۔ جس کے انتظار میں طویل راتیں اور طویل ساعات عمر کروٹیں لیتے لیتے بسر کردی گئی تھیں۔ آج کا دن دارالعلوم کے مخلص درد مند اراکین و معاونین کی وہ خوابی عمارت جنہیں ان حضرات نے خلوص، ایثار، قربانی اور للّٰہیت کے چونے اور گارے سے کھڑا کردیا تھا۔ عالم وجود میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوئی۔ ان کی دیرینہ آرزوئیں پوری ہوئیں ان کے ولولے اور دیرینہ تمنائیں ظاہر ہونے لگیں ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست  تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

إن الفضل بيد الله يوتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا　　ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے تیرے　　جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اے خداوند قدوس، قلوب و اسرار کے مالک! تو ہماری نیتوں کو اپنے لیے خالص اور صاف کر دے تو دارالعلوم کی تعمیر کو اخلاص و جہاد، نیت و عمل کا سیسہ پلا دے۔

## نقل مکانی میں سنت کا اتباع:

مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کے اجلاس ۱۶ ستمبر ۵۶ء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق آج بروز جمعرات دارالعلوم حقانیہ کو جدید زیر تعمیر عمارت (برلب جی ٹی روڈ) میں منتقل کر دیا گیا۔ جمعرات کے دن اس نقل مکانی میں نبی کریم ﷺ کی اس سنت اور طریقہ حب الخروج یوم الخمیس کا اتباع بھی نصیب ہوا جس کی طرف کعب بن مالکؓ نے اپنی روایت میں اشارہ فرمایا ہے، ارشاد ہے: ان النبی ﷺ خرج یوم الخمیس فی غزوہ تبوك و كان يحب ان يخرج يوم الخميس یعنی تبوک جیسے مہتم بالشان اور عظیم واقعہ کے لئے جمعرات کے دن نکلنا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں تھا بلکہ نبی کریم ﷺ کے ارادی اور قصدی طور پر یہ خواہش اور محبت تھی کہ اس اہم واقعہ کے لئے جمعرات کے دن سفر کیا جائے تو قوم وملت کی صحیح اسلامی اور دینی ضروریات پوری کرنے والے اس عظیم دینی کارخانے کے لئے ایسی سعادت حاصل نہ کرنا اور اسے ترک کرنا کیوں گوارا ہوسکتا جمعرات کے دن بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے والے اعمال صالحہ میں یہ کیسے ہوسکتا کہ ایسا عظیم اور اہم اور العمل الصالح تعليم الكتاب و السنه و اصلاح الناس و المسلمين شامل نہ ہو۔

سنت نبوی کا اتباع کرتے ہوئے جمعرات کے دن یہ دارالعلوم دارغربت اور مرکز البرکۃ اور منشاء علم وعرفان مسجد قدیم (مسجد محلہ شیخ الحدیث) سے منتقل ہوکر اس عظیم انعام خداوندی، انعام مجسم میں مصروف علم وعمل ہوا۔ ابتداء میں ختم کلام پاک کیا گیا؛ تاکہ یہ سعادت عظمیٰ ہاتھ سے کیوں جانے دی جائے۔ ختم کلام پاک کے بعد سب طلباء مشرقی درسگاہوں کے دالان میں جمع ہوئے۔ دارالعلوم کے بانی اور روح رواں حضرت والد ماجد نے مبسوط تقریر کی طلباء کو اپنے دل کے ولولے اور آرزوئیں ظاہر کرتے ہوئے نصائح و ہدایات پر مشتمل تقریر کی آپ نے تقریر شروع کرتے ہوئے جیسا کہ چاہیے تھا، فرمایا۔

## خطاب شیخ الحدیث برافتتاح جدید عمارت حقانیہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم سب سے پہلے اس مالک الملک کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں انسان پیدا فرمایا اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو ہم کہیں گندگی کے کیڑے یا مچھر وغیرہ ہوتے یا کہیں کے حیوانات و جمادات ہوتے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ احسان عظیم کہ ہمیں انسانوں کے اشرف گروہ اور بہترین جماعت

میں منتخب کیا رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: من یرد اللّٰہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین ہمیں قوم کی امامت و ہدایت کا مقام بلند عطا فرمایا گیا۔ آج ہم نا چیزوں پر ان کا ایک عظیم اور تازہ احسان دارالعلوم حقانیہ کی اس عظیم بلڈنگ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے ورنہ ہم کیا ہیں ہماری حیثیت کیا ہے ان گونا گون اور چند در چند نعمتوں اور حیثیتوں کا تقاضا ہے کہ ہم استقامت عزم وصبر کے پیکر ہوں ہر قسم کی تکالیف و مصائب برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں أشد الناس بلاءً الأنبیاء ثم الأمثل فالأمثل.

علم دین کے طالب العلموں اور اہل علم پر تکالیف آلام غربت و افلاس کا آنا ان کے تصلب فی الدین اور مضبوطی کی دلیل ہے۔ آج سے قبل ہمارا نظام تعلیم اور زندگی ایک مختصر مسجد میں تھی خداوند کریم اس کے بانیوں کو جزائے خیر عطا فرمادے میں کبھی کبھی سوچا کرتا ہوں کہ یا اللہ اس مسجد (یعنی مسجد محلّہ ککے زئی) کے بانیوں میں کون سا اخلاص اور خلوص عمل تھا کہ قیام دارالعلوم کے بعد ۹ سال اور تقسیم سے قبل میرے ساتھ تقریباً دس سال اس میں باقاعدہ درس کا سلسلہ جاری ہوا اور کم از کم اس ۱۴۔۲۰ سال کی مدت میں یہاں ہزاروں افراد علم دین کی نعمت سے سرشار ہوئے۔ اس کا اجران کے عمل ناموں میں لکھا جائے گا۔

دیوبند سے حقانیہ کی تکوینی اور غیر تکوینی اتباع اور مشابہت: قیام دارالعلوم سے ہمارے ارادے یہ تھے کہ دارالعلوم حقانیہ اپنے پیش رو دارالعلوم دیوبند کے نقش قدم پر چلے خداوند کریم کا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے اکابر کے اتباع کا شرف تکوینی اور غیر اختیاری امور میں بھی دے دیا۔ دارالعلوم دیوبند کی ابتداء بھی ایک مسجد میں ہوئی اللہ نے ہمیں یہ فخر دیا کہ دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد اور ابتدا بھی مسجد سے ہوئی آج مسجد چھتہ دنیا میں تاریخی حیثیت اور عظیم شرف وعظمت کی حامل ہے ہم سوچتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں کیوں اتنا شرف عطا فرمایا ہم تو کسی چیز کے قابل نہیں ہیں ہم نے دین کی کیا خدمت کی۔

## تحصیل علم کی راہ میں اکابر کی کلفتیں اور صعوبتیں:

(اس کے بعد حضرت والد صاحب نے ہر قسم کے آلام ومصائب اور علم دین کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے کی تلقین کی اور فرمایا) ''حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ جب دہلی میں پڑھتے تھے تو رات کے وقت دکانداروں کے دکان بند کرنے کے بعد یہ حضرات سڑی ہوئی، سبزیوں وغیرہ کے پتوں کو اٹھالاتے اور اسے پکا کر کھاتے ایسے طریقوں سے انہوں نے علم حاصل کیا۔

## شیخ الحدیث کی اپنی سرگزشت:

میں جب نیا نیا دیوبند پڑھنے گیا، تو رمضان کی تعطیل ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ دو مہینے کیوں ضائع ہوں اس لئے دہلی گیا تصدیقات سلّم پڑھنے کیلئے، والد صاحب مرحوم اگر چہ باقاعدہ خرچہ ارسال کرتے پھر بھی دو تین میل جانا پڑتا اور روٹی حاصل کرنے کیلئے تکالیف برداشت کیں۔ اسی طرح ہم ایک دفعہ ''نوی کلی'' صوابی مقام میں ملاحسن پڑھنے کیلئے مقیم ہوئے، رمضان کا مہینہ آیا۔ محلّہ والے

بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں طلبہ ہیں ان کیلئے روٹی و سالن کا بندوبست کیا جائے فیصلہ یہ ہوا کہ بھینس والا صاحب آدھ سیر لسی اور گائے والا ایک پاؤ لسی سحری اور شام کے وقت لایا کرے۔ چنانچہ ہم لسی پر گذارا کرتے رہے اور روزے رکھتے رہے آپ کو بھی چاہئے کہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کریں ۔اب تو بحمد اللہ آپ کو کسی قسم کے اخراجات اور تکالیف بھی برداشت نہیں کرنے پڑتے ۔سرکاری اداروں اور سکولوں میں سینکڑوں روپے کی لاگت کے علاوہ ہر افسر اور استاد کی سلامی اور چاپلوسی علیحدہ کرنی پڑتی ہے اس لئے ہمیں ہر حال میں شاکر و صابر رہنا چاہئے ۔اسی کے بعد آپ نے معاونین و اراکین کے لئے دعا کی اور اسباق باقاعدہ شروع کردیئے گئے ۔درسگاہوں کی تقسیم قرعہ اندازی کے ذریعے ہوئی۔

ماضی کے دریچوں سے نکل کر اب دوبارہ حال کی طرف آتے ہیں ،کام کا آغاز کرنے کیلئے مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ کسی چھوٹے بچے کو بلایا جائے اس موقع پر تین چھوٹے بچے برادرم مولانا حامد الحق کے فرزند پانچ سالہ محمد احمد سلمہ اور میرا دو سالہ بیٹا محمد ارحم الحق اور چھ سالہ محمد معتز الحق اتفاقاً اس مجلس میں موجود تھے، محمد احمد نے پہلی کھدال ماری ،دوسری محمد ارحم الحق اور تیسری کھدال محمد معتز الحق نے ماری ،معصوم بچوں کے بعد حضرت مہتمم صاحب نے جامعہ کے شیخ الحدیث روحانی بزرگ حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب کو پہلی کھدال کا موقع دیا، مہتمم صاحب اور دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ کے علاوہ باہر سے تشریف لانے والے علماء کرام معاونین اور انجینئرز حضرات سمیت دیگر ماہرین نے اس کار خیر میں شرکت فرمائی ۔یہ گویا ۶۳ سالہ قدیم دارالحدیث کے نقطہ سنگ بنیاد کے مقام سے نئے عزم ،نئے ولولے اور نئے دارالعلوم کا آغاز وافتتاح تھا۔اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب نے قدیم دارالحدیث کے اس مقام سے نکالے گئے سنگ بنیاد کے پتھروں کو دوبارہ نئی تعمیر میں استعمال کرنے کی خصوصی تاکید کی ،جنہیں حضرت مہتمم صاحب ایک ماہ سے بار بار اس مقام کی نشاندہی اور انہیں محفوظ کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ان شاء اللہ یہ اکابرین کے ہاتھوں رکھے گئے پتھر نئی تعمیر کے آغاز میں استعمال ہوں گے

دعا مولانا سمیع الحق صاحب نے حسب عادت خود کرنے کی بجائے مولانا مغفور اللہ صاحب کو دعوت دی جنہوں نے آہستہ زبان میں تھوڑی دیر تک روتے ہوئے دعا فرمائی اور پھر خلاف عادت مولانا سمیع الحق صاحب دعا کا آغاز کیا کہ یا اللہ! ہماری کمزوری ناتوانی کو نہ دیکھ ان اکابر کے اخلاص کا واسطہ جنہوں نے اس ادارہ کا قیام دین کی نشرواشاعت کیلئے فرمایا،ہم بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے اس گلشن کی چوکیداری میں مصروف ہیں،اس کام کو ہمارے بعد بھی جاری و ساری رکھ،ہماری آنے والی نسلوں کو دین کی خدمت کی توفیق سے نواز دے،مولانا صاحب کے لہجے اور الفاظ میں خشوع وخضوع ،درد اور آنسوؤں کی زبردست آمیزش حاضرین محسوس کررہے تھے۔ مغرب کی نماز کے وقت کا یہ عجیب سماں لوگوں کے دلوں کو موہ لے رہا تھا۔ اختتام مجلس پر نماز مغرب مولانا انوار الحق صاحب نے پڑھائی اور پھر انہوں نے طویل دعا فرمائی۔

**نوٹ** : یہ مختصر سی تقریب کوئی باقاعدہ مدعوئی تقریب نہیں تھی بصرف مشاورت ،جگہ کا تعین اور کھدائی سروے وغیرہ کیلئے ہنگامی بنیادوں پر بلائی گئی تھی ۔اگر موقع میسر ہوا تو باقاعدہ سنگ بنیاد کیلئے دوبارہ تمام خواص وعوام کو مدعو کیا جائے گا۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

# دارالعلوم کے شب و روز

**حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات:** ۳۰ اپریل کو مردان میں جامعہ درویشیہ بخشالی کے جلسہ دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت و خطاب فرمایا۔ ۴ مئی کو اسلام آباد میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ ۱۰ مئی بدرشی نوشہرہ میں جامع مسجد میں جلسہ دستار بندی سے خطاب فرمایا ،اس سے قبل دارالعلوم کے تاسیسی رکن اور تعمیری کمیٹی کے سابقہ چیئرمین الحاج شیر افضل خان مرحوم کے حجرہ میں تشریف فرما ہوکر دارالعلوم حقانیہ کی تعمیر کے سلسلے میں مرحوم کی خدمات کا تذکرہ حاضرین سمیت ان کے فرزندان جناب عثمان خان سے دیر تک کرتے رہے۔

**دفاع پاکستان کونسل اور جمعیۃ علماء اسلام کے اجلاسوں میں شرکت:** ۱۴ مئی کو دفاع پاکستان کونسل کے سربراہی اجلاس کی صدارت فرمائی اور بعد از نماز ظہر کونسل کے زیر اہتمام یکجہتی کشمیر کنونشن منعقد کیا گیا جس کی صدارت اور اہم خطاب فرمایا۔

**جمعیت علماء اسلام کا مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس:** ۱۵ مئی کو لاہور میں جمعیت علما اسلام کے مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس مرکز اہل حق شیرانوالہ لاہور میں منعقد ہوا ،جس میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو متفقہ طور پر بلامقابلہ جمعیت علماء اسلام کا امیر مقرر کیا گیا،اجلاس میں ملک کی سیاسی و مذہبی معاملات اور امن وامان کی صورتحال پر غوروخوض کیا گیا۔ اجلاس میں جمعیت کے چاروں صوبوں کے اہم ذمہ داران نے شرکت کی،اجلاس میں دستوری کمیٹی کو اختیار دیا گیا کہ وہ امیر مرکزیہ مولانا سمیع الحق کی سرپرستی میں فوری طور پر حتمی شکل دے دیں اور نئے دستور کے مطابق فوری فیصلے قابل عمل بنائیں۔

**دارالعلوم کے پرانے دارالحدیث کے انہدام سے پہلے آخری درس حدیث پر اختتام:** (بقلم مدیر اعلیٰ)
۱۲ـ اپریل ۲۰۱۷ء بروز بدھ بوقت دوپہر سوا بارہ بجے کے قریب دارالعلوم کے تاریخی اور تقریباً ساٹھ برس تک درس حدیث وتفسیر کے مقدس اسباق کا منبع اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ودیگر مشائخ حقانیہ کا مرکز علم ورُشد (درسگاہ) جو مُرور زمانہ اور تعمیر کے لحاظ سے کافی خستہ حال اور نہایت کمزور ہوگئی تھی اور تمام پرانی تعمیرات کے ساتھ اس کے گرانے کا بھی مجبوراً پروگرام بن گیا تھا تو لہٰذا اس ناکارہ راشد الحق کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آج دستار بندی سے پہلے اسباق کا آخری روز ہے تو کیوں نہ شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالحقؒ کے دارالحدیث میں اپنے درس آثار والسنن کی آخری حدیث کا درس دینے کا شرف حاصل نہ کروں، لہٰذا مولانا ظفر الحق صاحب جو آثار السنن کا آدھا حصہ پڑھاتے ہیں ان کے ذریعے درجہ خامسہ کے طلباء کو قدیم دارالحدیث میں دوپہر بارہ بجے کے بعد جمع کیا گیا، ایک حدیث مولانا ظفر الحق صاحب نے پڑھائی اور آخری دو احادیث الحمدللہ راقم نے پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر حضرت دادا جانؒ اور حضرت والد صاحب مدظلہ کے ہمراہ بچپن میں اسی تخت پر بیٹھے ہوئے احادیث کا درس سننے کا نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے آتا رہا اور یہ احساس بھی کہ مجھ جیسے ناکارہ کی کیا نسبت اُن عظیم مشائخ واساتذہ سے۔ صرف حدیث شریف کا درس ہی قدر مشترک اور باعث سکون تھا، اس موقع پر اس علاقہ کے معزز مرحوم میر احد گل ساکن چشتی کیلئے بھی خصوصی دعائے مغفرت کی گئی جن کے مالی تعاون سے ساٹھ برس تک اس عظیم الشان درسگاہ میں درسِ حدیث ہوتا رہا اور نئی تعمیرات کی جلد تکمیل اور کامیابی کیلئے بھی خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔

**دارالعلوم کا اعزاز:**

حالیہ وفاق المدارس پاکستان کے درجہ عالیہ کے امتحان میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے طالب علم توقیر احمد بن حکیم خان نے 549 نمبرات حاصل کر کے صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی۔

**نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی مصروفیات واسفار:**

۱۸، اپریل جامعہ فیض القرآن حضرو میں، ۱۹/اپریل جامعہ حلیمیہ پیزو میں جلسہ دستار بندی میں شرکت اور خطاب فرمایا۔

۲۲ اپریل تا ۲۷ اپریل تک صوبہ بھر کے مختلف مدارس اور وفاق کے امتحانی مراکز کا دورہ کیا۔

۲۹ اپریل کو دارالعلوم کے اساتذہ کے ہمراہ کوئٹہ تشریف لے گئے۔

۸ مئی کو ملتان دفتر وفاق المدارس تشریف لے گئے۔ ۱۵ مئی کو پی سی بھوربن مری تشریف لے گئے، جہاں پاکستان کے مشہور ادارہ ٹائم لنڈر کے سہ روزہ ورکشاپ میں ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے مختلف علماء کے ہمراہ شرکت فرمائی۔

**لائبریرین مولانا راحت کی شادی خانہ آبادی**

۱۸ مئی بروز جمعرات کو دارالعلوم کے لائبریرین مولانا راحت نیاز کی تقریب میں شرکت کی اور نکاح پڑھایا آپ کے ہمراہ احقر، مولانا عرفان الحق، مولانا لقمان الحق، مولانا سید احمد شاہ، اسامہ سمیع و دیگر اساتذہ شامل تھے۔

# جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۳۸۔۱۴۳۷ء بمطابق ۱۷۔۲۰۱۶ء کے داخلوں کا شیڈول

## درس نظامی

| تاریخ | ایام | درجات |
|---|---|---|
| ۱۰ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۴ رجولائی ۲۰۱۷ء | منگل | تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث) |
| ۱۱ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۵ رجولائی ۲۰۱۷ء | بدھ | جدید دورہ حدیث شریف |
| ۱۲ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۶ رجولائی ۲۰۱۷ء | جمعرات | جدید دورہ حدیث شریف |
| ۱۴ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۸ رجولائی ۲۰۱۷ء | ہفتہ | اعدادیہ، متوسطہ، اولی، ثانیہ، دورہ حدیث شریف |
| ۱۵ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۹ رجولائی ۲۰۱۷ء | اتوار | ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث |
| ۱۶ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۰ رجولائی ۲۰۱۷ء | پیر | تکمیل، سادسہ |
| ۱۷ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۱ رجولائی ۲۰۱۷ء | منگل | موقوف علیہ |
| ۱۸ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۲ رجولائی ۲۰۱۷ء | بدھ | **افتتاح** |

## شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان بمطابق ۱۰۔جون سے ۱۴ رشوال بمطابق ۸۔جولائی ۲۰۱۷ء تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۴۔۱۵ شوال بمطابق ۸۔۹ جولائی بروز ہفتہ و اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

## درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۶ شوال بمطابق ۱۰۔ جولائی بروز پیر تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۶۔شوال بمطابق ۱۰۔ جولائی بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

**نوٹ:۱** تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

**نوٹ:۲** امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔ لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔ درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔

**نوٹ:۳** داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں

**نوٹ:۴** امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا

**نوٹ:۵** ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔

**نوٹ:۶** تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں۔

**نوٹ:۷** جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

**نوٹ:۸** قدیم طلباء کے لئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے، مقررتاریخ کے بعد کسی بھی طالب علم کو داخلہ نہیں ملے گا۔

غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

**دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاءاللہ ۱۸ رشوال ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۲ رجولائی ۲۰۱۷ء بروز بدھ ہوگا**

ادارہ

# تعارف وتبصرہ کتب

- **بدر الفتاوی** مؤلف: مولانا مفتی نور محمد ثاقب

ناشر: مکتبہ النور پشاور، 0300 9007550 ضخامت: ۴۵۱ صفحات

زیر تبصرہ کتاب تحریک طالبان افغانستان کے قائم کردہ کے مرکزی دارالافتا سے صادر ہونے والے مختلف علمی، فقہی، قانونی، عائلی اور شرعی فتاوی جات کی دوسری جلد ہے، جسے امارت اسلامی کے سابق چیف جسٹس اور سابق رئیس دارالافتاء مولانا نور محمد ثاقب صاحب نے ''بدر الفتاوی'' کے نام سے انتہائی خوش اسلوبی کیساتھ پشتو زبان میں جمع کیا ہے، یہ بدر الفتاوی کی دوسری جلد ہے جس میں نکاح اور متعلقات نکاح، طلاق، ظہار، عدت، نفقہ، جہاد، بیت المال، گمشدہ مال، شرکت، مضاربت، احکام مساجد، مصلی، عیدگاہ اور مقبرہ جیسے اہم عنوانات کے تحت سینکڑوں مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ تمام فتاوی جات پر اکثر و بیشتر امہات کتب فقہ سے حوالہ جات مندرج ہیں، کتاب کی ترتیب منفرد اسلوب اور معیاری طباعت سے آراستہ ہے امید ہے جلد اول کے بعد یہ جلد ثانی بھی اہل علم کی توجہ کا محور بنے گی (مبصر: مولانا اسرار مدنی)

- **نماز عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن** مؤلف: مفتی محمد نعیم

ناشر: مکتبہ الجامعہ العلوم رپہ سائٹ کراچی ضخامت: ۲۵۵ صفحات

زیر تبصرہ کتاب ''نماز عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن'' مفتی محمد نعیم صاحب کی ایک بہترین کاوش ہے جس میں انہوں نے نماز حنفی کے جملہ مسائل واحکام کو عام فہم انداز اور سوال وجواب کی صورت میں پیش کیا ہے اور نماز کی تمام بنیادی امور کو مسلک حنفی کے لحاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے جمع کیا، ظاہر ہے کہ مؤلف کی اس کاوش کا مقصد یہی ہے کہ نماز کی اہمیت مسلمانوں میں اجاگر کیا جائے، طباعت واشاعت بہت اعلیٰ اور معیاری ہے، اللہ اس کتاب کو قبولیت عامہ سے نوازے اور مزید اس طرح علمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- **جواہر التجوید** مؤلف: قاری عبدالرحمٰن

ضخامت: ۱۵۲ صفحات ناشر: مکتبہ قدسیہ اردو بازار لاہور

زیر تبصرہ کتاب ''جواہر التجوید'' قاری عبدالرحمٰن صاحب کی علم تجوید پر ایک بہترین علمی مجموعہ ہے جس میں تجوید سے متعلق جملہ احوال واحکام اور تجوید کے تمام مسائل باحوالہ درج کئے گئے ہیں اور قواعد تجوید کو طالب تجوید کیلئے آسان اور عام فہم بنا کر پیش کیا ہے اور یہ کتاب اسی جذبے کے تحت لکھی گئی ہے کہ طلبائے علم تجوید کو وافر معلومات اس ایک ہی کتاب سے مہیا ہو، یہ کتاب اپنی ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہے، دلکش طباعت، منفرد ٹائٹل جو کہ اسکے مؤلف قاری عبدالرحمٰن کے حسن ذوق کی آئینہ دار ہے، اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے ا (مبصر: محمد اسلام حقانی)